فہم تجارت کے بیس ۲۰/ اسباق، عوام اور مبتدی طلبہ وطالبات کے لیے تجارتی مسائل کی
بنیادی کتاب، آسان زبان میں روزانہ پیش آنے والے معاملاتی مسائل کی تفہیم

کامیاب تجارت

کے اصول

خطاب

حضرت مولانا مفتی ابوبکر جابر قاسمی دامت برکاتہم
(ناظم کہف الایمان ٹرسٹ، صفدر نگر، بورابنڈہ، حیدرآباد)

تحریر
مفتی محمد تمیم صاحب قاسمی

تحقیق، تخریج، نظر ثانی
مفتی محمد منیر صاحب قاسمی

(اساتذۂ کہف الایمان ٹرسٹ، حیدرآباد)

طبع اول ۱۴۴۵ھ، ۲۰۲۳ء

نام کتاب	:	کامیاب تجارت کے اصول
خطاب	:	مفتی ابوبکر صاحب جابر قاسمی (ناظم کہف الایمان ٹرسٹ، حیدرآباد)
رابطہ	:	9885052592
کمپیوٹر کتابت	:	گرافک سولیوشن (9634990960)
سن اشاعت	:	۱۴۴۵ھ مطابق ۲۰۲۳ء
تعداد	:	
صفحات	:	۱۱۹
ناشر	:	

فہرس

عناوین | صفحہ نمبر

پہلا درس
کامیاب تجارت کے اصول

نحمده ونصلي على رسوله الكريم، أما بعد

ذمہ داری کا احساس

قالَ النبيُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: کَسبُ الحلالِ فَریضَۃٌ بعدَ الفریضۃ(۱)

سب سے پہلی اصل یہ ہے، سب سے پہلا ضابطہ یہ ہے کہ ہمارے اندر دینی ذمہ داری کا احساس ہو، اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے جیسے عبادت کی ذمہ داری دی ہے ایسے ہی عبادت میں سہولت پیدا کرنے کے لئے پاک زمین کہاں سے ملے گی؟ پاک کپڑے کیسے ملیں گے؟ بے داغ جوانی کے لئے نکاح کا انتظام کیسے ہوگا؟ والدین کے اخرجات سنبھالنے کے لئے ترتیب کیسے بنائی جائے گی؟ بیٹیوں کے نکاح کے انتظامات کیسے ہوں گے؟ ان سب چیزوں کے لئے حلال مال کی ضرورت ہے، حلال مال نہیں ہوگا تو آدمی بے غیرت ہوگا، فقیر بن جائے گا، سوالی ہوجائے گا، معاشرہ پر بوجھ بنے گا، اپنے بچوں کی فیس ہی نہیں دے رہا ہے دوسرے بچوں کے لئے مکتب کیا قائم کرے گا، اپنی بیوی کا ہی ماہانہ خرچ نہیں دے رہا ہے دوسری بیواؤں کے وظیفہ کا انتظام کیا کرے گا، قوم اور ملک کے لئے اس کا تعاون کیا مل سکتا ہے، یہ بیچارہ اپنا گھر آباد نہیں کرسکا تو قوم اور ملت کے کاموں میں کیسے وہ تعاون کر پائے گا، گھر کی ضرورتیں پوری نہیں ہوئی عالم کی ضرورتیں کیسے پوری کرے گا؟

---

(۱) رواہ البیہقی فی شعب الایمان: ۸۱۷۲، مرقاۃ المفاتیح

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبردست تجارت کی ہے، نبوت سے پہلے، مکہ مکرمہ میں آپ نے بہت تھوڑی اجرت پر بکریاں چرائیں، مضاربت پر معاملہ کیا، اور امید سے زیادہ نفع دنیا نے دیکھا، صحابہ کرام نے محنت کی، علمائے کرام نے محنت کی، اللہ پر توکل یہ ہے کہ بیج ڈال کر بھروسہ کیا جائے، اللہ پر توکل یہ ہے کہ دوکان کھول کر اللہ کی ذات پر یقین کیا جائے، توکل یہ نہیں ہے کہ آدمی گھر بیٹھا رہے، حضرت عمرؓ نے نوجوانوں کو ٹوکا کہ بازاروں پر یہودیوں کا ڈومنیشن (Domination) کیوں بڑھ رہا ہے؟ حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے زراعت (Agriculture) کروائی، اور تجارت اور منڈی کے اندر جو بے دینی پائی جاتی تھی اس بے دینی پر متوجہ کیا، تجارت اور خرید وفروخت دین کا اہم حصہ ہے تبھی تو حدیث کی ہر کتاب میں کتاب البیوع منعقد کیا جاتا ہے۔

دنیا میں اسلام پھیلا ہے صوفیاء کے ذریعہ سے، دنیا میں اسلام پھیلا ہے تُجّار کے ذریعہ سے، ملازمت کے مقابلہ میں تجارت کو ترجیح، اللہ تعالی نے برکت زیادہ رکھی ہے تجارت میں، تاجر قوم کا ڈومینیشن ہوتا ہے بازار میں، وہ جیسے چاہے یونیفارم پہنائے، وہ جیسے چاہے شیڈول (Schedule) بنائے، دنیا کا دشمن جہاں پر بھی گیا، تجارت کے جذبہ سے گیا، یہاں پر بریٹش آئے تاجر بن کر آئے، پھر تجارت کے راستہ سے سیاست پر قبضہ کیا، عوام تاجر کے تابع ہے، اور سیاستدان تاجروں کے تابع ہے، تاجر عوام کے تابع ہے، بلکہ ایسے ریسرچ (Research) اور ایسی کتابیں سلیبس (Syllabus) تاجر ہی ایسے مفکرین کو تیار کرتے ہیں کہ جوان کے نظریہ پر مددگار بنتے ہو، تو تجارت کی کامیابی کا پہلا اصول ہے کہ آپ معاشی ذمہ داری کا احساس کیجئے۔

بچوں پر خرچ کرنا صدقہ ہے، بیوی پر خرچ کرنا صدقہ ہے، اور تجارت کا ارادہ کیجئے، کچھ دن کے لئے آدمی نوکری کرلیں، ملازمت کرلیں کوئی بات نہیں، لیکن تاجر

بننے کا ارادہ ہو، جس کاروبار میں وہ جانا چاہتا ہو اس کاروبار کے ماہرین، اس کاروبار کی معلومات پوری حاصل کرلیں۔

علماء اور تجارت

یہاں پر علمائے کرام کو جان لینا چاہیے کہ دین کی خدمت کے لئے اصل خدمت تو ان ہی علماء سے ہوئی جو تدریس میں یکسو تھے، جو تبلیغ میں یکسو تھے، جو تزکیہ میں یکسو تھے، ان ہی علماء کے ذریعہ سے اللہ نے کام لیا، جن کی طبیعتیں پختہ تھیں، جن کی فکر مستحکم تھی، امام ابو حنیفہؒ اتنی بڑی تجارت کے ساتھ فجر میں ناغہ نہیں کرتے تھے عشا کے وضو سے فجر پڑھتے تھے، اور جتنے بھی تاجر علماء کا تذکرہ کتابوں میں ہے ان کے مقام عبادت کو دیکھئے، ان کے مقام زہد کو دیکھئے، ان کے جذبۂ انفاق کو دیکھئے، ان کے اپنے شاگردوں پر خرچ کرنے کے کو دیکھئے، ویسا کوئی عالم اس زمانہ میں کرتا ہو تو ضرور اسے اجازت دی جائے گی لیکن ناپختہ طبیعتیں زیادہ ہیں ماحول سے متاثر ہوجانے والی طبیعتیں زیادہ ہیں، پھر دنیا غالب آجاتی ہے، پھر آدمی فرض نمازوں کا بھی نہیں رہ پاتا ہے، عادۃً ایسا ہی ہے، جس بزرگ پر اعتماد ہو، جس سے مشورہ کا تعلق ہو ان سے مشورہ کرتے ہوئے آدمی آگے کا میدان طے کرے، بالعموم ہر عالم کو تجارت کی اجازت دینا ہر عالم کو تجارت سے منع کرنا، دونوں غلط ہیں۔

بڑی بابرکت ہے وہ کمائی جو قرآن وحدیث پڑھا کرلی جاتی ہے، بابرکت ہے وہ تنخواہ، بعض مرتبہ غیرت اتنی غالب آگئی کہ تنخواہ کے بغیر میں پڑھاؤں گا، تنخواہ کے بغیر میں مدرسہ مسجد کی خدمت کروں گا، بعد میں سے آدمی خدمت کی لائن پر جمتا نہیں ہے، حضرت تھانوی نے ایک جگہ پر لکھا کہ جو مشغلہ ہو وہی ذریعۂ معاش بن جائے تو بہتر ہے، مشغلہ الگ ہو ذریعۂ معاش الگ ہو آدمی نبھا نہیں پاتا ہے، اپنی خدمت کا حق ادا کر نہیں پاتا ہے، مسائل ہر جگہ پر ہے مدارس میں بھی ہے، تجارت میں بھی ہے، ملازمت میں بھی

ہیں، مسائل ہر جگہ پر ہیں، ناظم سے جیسے مسائل ہیں ویسے ملازم سے بھی مسائل ہیں، جیسے ناظم سے مسائل ہیں ویسے مالک سے بھی مسائل ہیں، مسائل کے بغیر تو دنیا نہیں ہے۔

زیرو انوسٹ مینٹ (zero investment) سے تجارت شروع کریں

دوسری بات تجارت شروع کرنے سے پہلے اس تجارت کے نفع کو اور نقصان کو، مال کہاں سے خریدا جائے، کس جگہ پر رکھ کر بیچا جائے، وقت کی پابندی کیسے کی جائے، کتنا انوسٹ (Invest) کرنا ہوگا؟ کتنے دن کے بعد نفع آئے گا، اس نفع کا روٹیشن (Rotation) مجھے کیسے کرنا ہے، ایک بڑی بیماری ہمارے ملکوں میں علاقوں میں یہ ہے کہ لمبے چوڑے انوسٹ مینٹ کو تلاش کیا جاتا ہے کہ لاکھ، دو لاکھ میں کیا ہوگا؟ ہزار دو ہزار میں کیا ہوگا؟ دوکان نہیں ملتی، ایڈوانس نہیں دیا جاسکتا ہے دس، پندرہ لاکھ کا، ڈیکوریشن میں چوبیس لاکھ ۲۴۰۰۰۰۰/ لگ جاتے ہیں، تو تجارت کا اصول یہ ہے کہ زیرو انوسٹ مینٹ سے شروع کیا جائے، سیرت یہی سکھلاتی ہے، زیرو انوسٹ مینٹ (Investment) سے شروع کیا جائے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس صحابی کو مشورہ دیا جنہوں نے سوال کیا تھا کہ تمہارا ٹاٹ اور لکڑی کا برتن لاؤ، اور اس ٹاٹ اور لکڑی کے برتن کو دو درہم میں بیچا، ایک درہم سے گھر کا خرچ اور ایک درہم سے کلہاڑی، اپنے ہاتھ سے لکڑی لگا کر دیا، اور فرمادیا دس دن تک نظر نہ آنا، اور وہ ۱۵/ پندرہ درہم لیکر آیا، زیرو انوسٹ مینٹ سے شروع کیا، آج دنیا بھر کے بڑے بڑے کاروباری ہیں، انہوں نے زیرو انوسٹ مینٹ سے کاروبار شروع کیا ہے۔

صحابہؓ مدینہ منورہ خالی ہاتھ گئے، اور یہ فرمایا مجھے بازار کا راستہ بتاؤ، (**دُلُّوني علی السُّوق**)(۱) خالی ہاتھ بازار گئے، کچھ ہی دن میں نکاح کیا، تو سونے کا ایک ڈلا مہر میں دیکر انہوں نے نکاح کیا، اپنے ولیمہ میں ایک بکری کو ذبح کیا، ورس

---

(۱) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۲۰۴۹

اسٹوریز(winners stories) کی ویب سائٹ کو دیکھئے، پہلے لوگوں نے بطور قرض کے چھوٹے چھوٹے کپڑے لئے، چائے کا سامان لیا، چپس(Chips) لئے، پھول لئے، سڑک پر بیٹھ گئے، تھوڑے ہی دن میں وہ پھول کی دوکان بن گئی، چائے کی فرینچائیسی(Franchise) لی جانے لگی، ہمارے علاقہ میں آندھرا کا دیہاتی آتا ہے، اپنے گھر میں اٹلی چٹنی بناتا ہے، سائیکل پر رکھ کر چوراہوں پر بیچتا ہے، کچھ ہی دن کے اندر ایک اچھی دوکان وہ بنا لیتا ہے، اس لئے زیرو انوسٹ مینٹ سے کاروبار شروع کیجئے، فائنانس سے نہیں، بیاج (Interest) سے نہیں، لون سے نہیں، اگر آپ نے فائنانس، سود اور بیاج سے کاروبار شروع کیا، دوکان ڈوب جائیگی، تجارت ترقی نہیں کرے گی، پانچ پانچ بھائی ملکر محنت کریں گے، مٹکہ بھرنے کے لئے لیکن بیاج کا سوراخ آپ کے مٹکہ کو بھرنے نہیں دے گا، تو یہ دوسرا اہم اصول یاد رکھیں۔

وقت کی پابندی کیجئے

حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وقت کی پابندی سکھلائی، فجر کی نماز سے آپ تجارت شروع کریں، اس امت کی صبح میں برکت دی گئی ہے، (بُورِکَ لأمتي في بُكُورها)(۱) چائنہ، امریکہ اور جاپان کی نقالی ننگے لباس میں کی جاتی ہے، اس کی نقالی دوسری غیر شرعی چیزوں میں کی جاتی ہے، لیکن ان ملکوں کی نقالی سویرے اٹھنے میں کیوں نہیں کی جاتی ہے، ان ملکوں کی نقالی جلدی سونے میں کیوں نہیں کی جاتی ہے، ان ملکوں کی نقالی محنت مزدوری میں کیوں نہیں کی جاتی ہے، تجارت اتنی نہ کرو کہ خاندان اجڑ جائے، بچوں کو وقت نہ دے سکے، بچے سو رہے تھے گھر سے نکلے، بچے سو رہے تھے گھر میں آئے، راتوں کا کاروبار صحت کو تباہ کرنے والا ہے، گھر کو وقت نہیں دینے کا کاروبار خاندان کو توڑنے والا، اپنے جسم کی ورزش اور اپنی صحت، اپنے کھانے، اپنی دوائی، اپنے

---

(۱) المعجم الاوسط:۱,۲۲۹

پرہیز کو وقت نہیں دینے والا کاروبار ایسا ہے کہ دولت کمانے کے لئے صحت کو ضائع کردیا، پھر صحت کو حاصل کرنے کے لئے دولت کو خرچ کردیا، رات آرام کے لئے ہے، اور دن محنت کے لئے ہے۔قرآن میں اللہ تعالی نے کئی جگہوں پر فرمادیا ہے، وقت کی پابندی ہونی چاہئے۔

حصول نفع میں جلد بازی نہ کریں

کاروبار شروع کرنے کے بعد رزلٹ(Result) کے لئے جلد بازی، میں نے دوکان شروع کردیا مہینہ دومہینہ چلی ہی نہیں بند کردیا، گاہک نہیں بڑھ رہے تھے میں نے بند کردیا، حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان صحابی کودس یا پندرہ دن آنے سے منع کیا مت آنا، محنت کرتے رہنا، دنیا والوں نے ضابطہ لکھا ہے کہ تجارت شروع کرنے کے بعد ۱۶/ مہینے اس میں سے پیسے نہیں نکالنا چاہئے، تین سال تک نفع کا انتظار نہیں کرنا چاہئے، نفع کے حاصل کرنے میں جلد بازی یہ بھی ہماری تجارتوں کی ناکامی کی وجہ ہے۔

بغیر محنت کے زیادہ کمانا ہے، تھوڑی محنت میں زیادہ کمانا ہے، یہ جذبہ دھوکوں کی طرف لیجا رہا ہے، ایسٹ انڈیا(East India) کی طرف ملٹی لیول مارکیٹنگ(Multilevel marketing) کی طرف، چینل مارکیٹنگ طرف، ایک لاکھ ۱۰۰۰۰۰/ پرتیس ہزار ۳۰۰۰۰/ نفع کا فیصد بتانے والوں کی طرف فراڈیوں کے حوالہ ہوگئے، دھوکہ بازوں کے پیچھے کروڑوں ہزاروں کی جائداد چلی گئی، کم وقت میں زیادہ نفع کمانے کی ہوس تجارت کو نقصان ہوتا ہے مفکرین نے لکھا ہے، حریص تاجر نہیں ہوسکتا ہے، جلد باز تاجر نہیں ہوسکتا ہے، ابھی کاروبار شروع بھی نہیں کیا، ملازم کو رکھ لیتے ہیں لوگ، کاروبار ابھی چلنا شروع نہیں ہوا دوکان وقت پر نہیں کھل رہی ہے، کاروبار ابھی سنبھلنے بھی نہیں پایا دوسرے کاروبار میں ہاتھ ڈال دیا، کاروبار ابھی قابو میں نہیں غلہ کو نوکر پر چھوڑ دیا گیا، تجوری کو نوکر پر چھوڑ دیا گیا بھروسہ پر، یہ غلط طریقہ ہے، اتنا جلدی

دوسری کشتی میں پیر نہیں رکھا جاتا ہے۔

آمدنی آدمی کے اختیار میں نہیں بچت آدمی کے اختیار میں ہے، بجٹ بناتے ہوئے بچت سوچنا چاہئے، اپنے کھانے، رہنے کے اخرجات کو کنٹرول کیا جائے، اندھا دھن اخرجات یہ انسان کو نقصان پہنچاتے ہیں، کمائی کم ہے خرچے زیادہ ہیں، ہر حال میں بے چین ہے، پہلے دن بھی بے چین تھا آخری دن بھی بے چین ہے، بڑا بھائی بھی پریشان ہے، چھوٹا بھائی بھی پریشان ہے، ملازم بھی پرشان ہے، تاجر بھی پریشان ہے، ہر آدمی وہ لینا چاہتا ہے جو دوسرے کے پاس ہے، راضی نہیں ہونا چاہتا ہے، **اِرْضِ بِما قَسمَ اللهُ لک تَکُنْ أغنی الناس**،(۱) جو اس کے پاس ہے، اللہ کے دئے پر راضی ہوجا سب سے بڑا مالدار ہوجائے گا، قناعت کرنے والا بن جا، اللہ کے دئے پر راضی ہونے والا بن جا سب سے بڑا اشکر گزار بن جائے گا۔ **کُنْ قَنیعاً تَکن أشکرَ الناس**۔(۲)

تو یہ چوتھا اصول تھا۔

فضول خرچی سے بچیں

تجارت کا پانچواں اصول یہ ہے کہ اپنے اخرجات کو قابو میں کرنا چاہئے، تھوڑا سا کاروبار چلنے لگ گیا مہنگا فون خرید لیا، تھوڑا سا کاروبار چلنے لگ گیا کپڑے کا معیار بڑھا دیا، تھوڑا سا کاروبار چلنے لگ گیا مہنگی گاڑی خرید لی، ایسا آدمی کبھی سکون سے نہیں رہ سکتا ہے، اسراف کرنے والا بخیلی کرنے والے سے بھی بدتر ہے، کیونکہ فضول خرچی کی عادت اسے حرام کی طرف لیجائے گی، ناجائز آمدنی کی طرف لیجائے گی، تھوڑے دن کاروبار کئے جاتے ہیں بے دلی کے ساتھ، فوراً سعودیہ جانے کی کوشش، دُبئی (Dubai) جانے کی کوشش، امریکہ جانے کی کوشش، یاد رکھئے، وطن کی

---

(۱) اخرجہ الترمذی: ۲۳۰۵

(۲) اخرجہ الترمذی: ۲۳۰۵

آدھی روٹی پردیس کی ایک روٹی سے بہتر ہے، وہ آدھی روٹی بہتر ہے جو دین کے ساتھ ہے، ماں باپ کی خدمت کے ساتھ ہے، بیوی بچوں کی دیکھ بھال کے ساتھ ہے، اپنی پاکیزہ جوانی کے ساتھ ہے، وہ آدھی روٹی بہتر ہے جو ماں باپ کی بڑھاپہ میں خدمت کے ساتھ ہے، وہ آدھی روٹی بہتر ہے جس میں نسلوں کا ایمان محفوظ رہتا ہے، وہ ایک روٹی جو نکاح میں تاخیر کروادے، وہ ایک روٹی جو ماں باپ کے جنازہ میں بھی شریک ہونے نہ دے، وہ ایک روٹی جو جوانی کی تنہائیوں کو ناپاک کردے، وہ ایک روٹی جو نسلوں کو بے قابو کردے، اس سے بہتر آدھی روٹی ہے۔

معاش کے لیے اپنے وطن کو ترجیح دیں

بیرون ملک روزگار کے لئے جانے والے لوگ جو ایک ایک سال میں آتے ہیں، دو دو سال میں آتے ہیں ۲۸ رسال باہر رہتے ہیں، جانے والا تو یہ ہی بول کر جاتا ہے کہ تھوڑے ہی دن میں واپس آنا ہے، کون واپس آیا ہے؟ بلکہ واپس آنے کے بعد وہ اپنے وطن میں رہنے کے قابل نہیں رہتے ہیں، باہر جانے والوں کو ایک بیماری ہو جاتی ہے، ڈسپلین (Discipline) دیکھنے کی، وقت پر ایک بڑی رقم حاصل کرنے کی، اور اپنے وطن میں آنے کے بعد بے ڈھنگا پن دیکھتے ہیں، بے ترتیبی دیکھتے ہیں، بدمعاملگی دیکھتے ہیں، تو وطن کی فضا اور آب و ہوا انہیں اچھی دکھائی نہیں دیتی ہے، دو دو سال ایک ایک سال کی دوری فون اور انٹرنیٹ کے زمانہ میں گھروں میں بے پردگی کا ماحول، دیور اور جیٹھ کے ساتھ کوئی پردہ نہیں، بے حیائی کی طرف بیویوں کو لیجاتا ہے، بچے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں، معیار زندگی بڑھ جاتا ہے ہمارے ابو تو باہر ہیں بھیج دیں گے پیسے، روک ٹوک سننے کی عادت نہیں رہتی ہے اولاد کو آزاد رہنے کے بعد، جب باپ چھٹی میں آتا ہے روک ٹوک کرنے لگ جاتا ہے یہ خرچ مت کرو، بیٹا کالج کیوں نہیں جارہے ہو، تو بچے پوچھتے ہیں ابو جی آپ کب واپس ہو رہے ہیں، کب واپس

امریکہ جارہے ہیں، روک ٹوک اچھی نہیں لگتی ہے، ماں کے قابو میں بچے نہیں رہتے ہیں، مائیں جھوٹی خبریں شوہر کو پہنچاتی ہیں کہ بچہ کامیاب ہوگیا، امتحان میں پاس ہوگیا، جھوٹی خبریں باہر ملکوں میں پہنچاتی ہیں۔

نکاح اور طلاق میں جلد بازی، یہاں سے بیوی نے کچھ خبر دی، بہن نے کچھ خبر دی، ماں نے کچھ خبر دی، ذہن پر بوجھ ہوگیا، طلاق دیدی گئی اپنی بیوی کو۔

نکاح کے دس دن کے بعد غلط فہمیاں، بدگمانیاں، سمندر پار رہ کر فیصلہ کا کرنا، بے لگام غصے، ناتربیت یافتہ طبیعتیں یہ ہیں، بیرون ملک کی روزی کے یہ نقصانات ہیں، بہت کم لوگ ہیں جن کی تنخواہیں بہت معیاری ہوتی ہیں، بیرون ملک میں رہتے ہوئے ماں باپ کو وقت دیتے ہیں، بیرون ملک میں رہتے ہوئے بیوی بچوں کی تربیت کر پاتے ہیں، جن کا کاروبار، تنخواہیں بڑی ہوں، آنے جانے کا کھلا پن ہو، نگرانی میں سہولت ہو ایسے تو بہت کم لوگ ہیں، سمجھدار عورتیں اپنے شوہروں سے کہہ دیتی ہیں کہ مرچی چٹنی کھالیں گے آپ گھر پر رہیے، پردیس نہ جائیے۔

پارٹنرشپ (Partnership) کے اصول

تجارت کے لیے پارٹنرشپ مت سوچیے پہلے ہی دن میں، آج اعتماد نہیں ہے طبیعتوں میں، امانت نہیں ہے طبیعتوں میں، حالات میں اتھل پتھل جلدی ہوتی ہے، لوگ بدگمان ہوجاتے ہیں، اور حدیث پاک ہے کہ جب پارٹنر ایک دوسرے کے بارے میں شک کرنے لگ جائیں تو اللہ درمیان سے نکل جاتے ہیں، خیانت کرنے لگ جائیں ایک پارٹنر دوسرے پارٹنر سے تو اللہ درمیان سے نکل جاتے ہیں۔

أنا ثالثُ الشَّريكين ما لَمْ يَخُنْ أحَدُهما صاحِباً. (۱)

میں دو پارٹنروں کا تیسرا ہوتا ہوں جب تک کہ ایک پارٹنر دوسرے کے ساتھ

---

(۱) اخرجہ ابوداؤد، حدیث نمبر: ۳۳۸۳

خیانت نہ کرے، اور قرآن نے کہا کہ اکثر پارٹنر تو ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں، مگر ایمان اور تقوے والے۔

وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ.(۱)

پارٹنر شپ چھوٹے کاروبار میں چھوٹی سطح پر لکھت پڑھت کے بغیر ناکام ہو جاتی ہے، ساجھے کا گھڑا کبھی نہ بھرا، ساجھے کی کھیتی کبھی سچائی نہیں ہوتی ہے، آپ پانی ڈالیے، آپ پانی ڈالیے، آپ دیکھ بھال کیجیے، سورہ بقرہ جیسی بڑی سورۃ کی بڑی آیت ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ (۲)

لکھنے کی عادت نہیں ہے، ہزار بکا ایک لکھا، لوگ لاکھوں روپیہ ایک دوسرے کو دیتے ہیں لکھتے نہیں ہیں، پارٹنر شپ کرتے ہیں لکھتے نہیں ہیں، دونوں پارٹنر اپنے درمیان میں ایک منشی، محاسب (Accountant) کو نہیں رکھتے ہیں، کھلے اکاؤنٹس نہیں رکھتے ہیں تاکہ دونوں کے درمیان اعتماد باقی رہے۔

فیملی بزنس (Family business) کے لیے اپنی اولاد کو تیار کریں

ہماری نسل والد کے بنے بنائے کاروبار کو چھوڑ دینا چاہتی ہیں، ہماری نسل والد صاحب کی چلائی ہوئی کمپنیوں کو چھوڑ کر لندن جا کر نوکر بننا چاہتی ہیں، ہماری اولاد والد صاحب کی کاشت کی ہوئی کھیتی باڑی کو چھوڑ کر سعودیہ جانا چاہتی ہے، کاشت کاری زراعت کی فضیلت ہے، آدمی یہاں پر بادشاہ ہے، اور وہاں پر جا کر نوکر ہے، یہاں پر اعمال اور دین کی محنت کرنے کے لئے کھلا پن ہے، آدمی جہاں پر ملازم بن کر رہ رہا ہے وہاں پر اتنا کھلا پن نہیں رہتا ہے اس کے لئے، والد کے بنے بنائے کاروبار کی قدر کرنا چاہئے، فیملی

(۱) ص: ۲۴

(۲) البقرۃ: ۲۸۲

بزنس کے اوپر اپنی نسلوں کو تیار کیجیے، باپ نے محنت کر کے ایک کمپنی کو تیار کیا، لیکن وہ بچوں کو اس قابل نہیں بناتا ہے، کہ وہ کاروبار کو باقی رکھیں، بچوں کی نااہلی یا تو وہ بنے بنائے کاروبار کو تباہ کردتے ہیں، یا تو اس کو چھوڑ کر کسی اور ملازمت میں چلے جاتے ہیں، یا ان کی نااہلی ان کی کمپنیوں کو برباد کردیتی ہے، فیملی بزنس کی قدر ہونی چاہیے، اپنی زندگی میں جانشین تیار کیجیے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر اور عمر کو تیار کیا، فالوورس (Followers) کو لیڈرس (Leaders) بنایا جاتا ہے، اپنے ساتھ رہنے والوں کو سلیقہ سکھایا جاتا ہے، آہستہ آہستہ بوجھ ڈال کرتا کہ وہ غیر موجودگی میں سنبھال سکیں، ہم بڑی آمدنی چاہتے ہیں بڑی محنت نہیں چاہتے ہیں، بڑا کام چاہتے ہیں بڑی محنت نہیں چاہتے ہیں، سرکاری نوکری میں آپ کیوں نہیں بڑھ سکتے ہیں، سرکاری ملازمتیں آپ کیوں نہیں کرسکتے ہیں، کوالٹیز (Qualities) اتنے پیدا کیجیے، امتیازات اتنے پیدا کیجیے کہ تعصّبات چھوٹے ہوجائیں، فیلنگس (Feelings) چھوٹے ہوجائیں، اتنے کمال پیدا کیجیے کہ دوسرا غیر مسلم آپ ہی کے پاس آئے کہ آپس سے زیادہ امانتدار آدمی ہمیں نہیں ملا ہے۔

خواتین سے ملازمت نہ کرائیں

اپنی عورتوں سے ملازمت کروانا، اپنی بیٹیوں کو دوکان پر بٹھانا، یہ پسند نہیں کیا گیا اسلام میں، سخت مجبوری ہو گزارہ میں تکلیف ہو، تو پھر عورت سے وہ کام جو گھر بیٹھ کر کیا جاسکتا ہے سلائی کروایئے، کڑھائی کروایئے، ٹیچر بنایئے، ٹیوشن پڑھایئے، جہاں پردہ کی حفاظت ہو، نامحرموں کے ساتھ اختلاط نہ ہو، یا آن لائن ایسے بزنس پہلے ان کی ٹریننگ (Training) لیجیے، دھوکہ مت کھایئے، ای کامرس (E-commerce) میں، آئن لائن اسٹور میں کبھی کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ سے پیسے چوری کرلئے جاتے ہیں، اکاؤنٹس میں سے روپیے غائب کرلئے جاتے ہیں، عورتوں کو ملازمت نہیں کروانا چاہیے عام حالات میں، بیوی شوہر کا رشتہ کمزور ہوجاتا ہے، عورت جب باہر نکل جاتی ہے

تو اولاد آوارہ ہوجاتی ہے، عورت کا گھر سے باہر نکلنا خاندانی نظام کوتوڑ دیتا ہے، مردوں کو فتنے میں ڈالتا ہے، نکاح ہونے کے باوجود دلچسپیاں دائیں بائیں بڑھ جاتی ہیں، وہ بھی فتنہ میں پڑتی ہیں دوسروں کو بھی فتنے میں ڈالتی ہے۔

گھر میں رہنے والی بیوی گھر کی خدمت کرتی ہوئی ہمیشہ بن ٹھن کر نہیں رہ سکتی، گھر میں رہنے والا مرد ہمیشہ مسکرا کر بات نہیں کرسکتا، لیکن نوکری کرنے والا مرد اور نوکری کرنے والی عورتیں، چونکہ بہت تھوڑے وقت کے لئے ساتھ میں رہتی ہیں، تو مسکراتے ہوئے چہرے، استقبال کرتے ہوئے ہاتھ، ہمیشہ نظر آئیں گے، اس کی وجہ سے آدمی حرام کے راستہ پر پڑ جاتا ہے، ہمارا نوجوان MBA پڑھنے کے باوجود رسک (Risk) لینے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے، MBA اس نے کتابوں پر پڑھا، زمین پر اس نے بزنس نہیں کیا، کتابی علم کافی نہیں ہے، زمینی سطح پر کاروبار کے تجربہ کے بغیر ٹھیلا بنڈی لگا کر بنایئے، چھوٹی سی کمپنی میں رہ کر بتایئے، اسی طریقہ سے کاروباری اور تجارتی اصول کے اندر ناکامی کو جھیلنے کا حوصلہ پیدا کیجئے، ناکامیاں کامیابیوں کی سیڑھی ہوتی ہیں؟ کونسا کامیاب ہے جو ناکامیوں کے بغیر کامیاب بن گیا۔

ناکامی ایک تجربہ ہے

ناکامی ایک تجربہ ہے، ایک بلب بنانے والا سائنسدان ایک ہزار مرتبہ ناکام ہوا، اسی طریقہ سے امریکہ کا صدر چار مرتبہ جسے بنایا گیا پولیوں سے معذور، فرینکن روز (Frankie Rose) پہلے سال اس کے خریدنے والے صرف تین آدمی تھے، کوکا کولا (Coca-Cola) جب شروع کیا گیا پہلے سال بہت کم اس کے خریدار، جس کے اندر رسک لینے کی صلاحیت نہیں ہے، وہ کبھی سکس (Six) نہیں مار سکتا ہے، پیروں کے معذور بڑے بڑے کاروباری، زیئون کلاک (Zion Clock) پیروں کا معذور اس نے چند سیکنڈ کے اندر ۲۰/میٹر چل کر بتلایا، ڈبلیو

مچل(Michael.W) ۴۸ رسال کی عمر مردہ قرار دیا گیا؛لیکن اس نے کام کرکے بتلایا، ناکامیوں کو جھیلنے کی صلاحیت پیدا کیجئے، ایمیزون(Amazon) نے چند کتابیں پہلے رکھی، آئی کیا(Ikea) نے لکڑی کے چند کھلونے پہلے بیچے، واٹساپ نے شروع میں کتنی ناکامیوں کو نبھایا،تو اس لئے ناکامیوں کو جھیلنے کی صلاحیت رکھنی چاہیئے، ناکام وہ نہیں ہے جس کا تجربہ ناکام ہوگیا، ناکام وہ ہے جو ہمت ہار گیا، مسائل ہیں حل تلاش کیجئے، سولیوشن(Solution) تلاش کیجئے، تجارت میں کیسے برتاؤ کیا جائے اپنے گاہکوں کے ساتھ۔

گاہکوں اور ملازمین کے ساتھ حسن سلوک

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا اقْتَضَى.(۱)

اللہ تعالی رحم فرما اس بندے پر جو خریدے، بیچے، پیسوں کا تقاضہ کرے نرمی کے ساتھ کرے، گاہکوں کے ساتھ حسن سلوک، سلام کرنا، گاہک کے لئے بیٹھنے کا انتظام کرنا، سامان کا اچھا تعارف کرنا، ڈسپلین(Discipline) اچھا رکھنا، خوشی خوشی واپس لینا، رعایت دینا، اچھی پیکنگ کرنا، گاہک کا شکریہ ادا کرنا، یہ اسلامی تعلیمات ہیں، اسی طرح اپنے ملازموں کے ساتھ کیسے برتاؤ ہو، اپنے ملازموں کے ساتھ کیسے سلوک کیا جائے، کم تنخواہ دینے والا اپنے ملازم کو چور بنا رہا ہے، اپنے ملازم کی ناقدری کرنے والا اپنے ملازم کا دل ہٹا رہا ہے اپنے کاروبار سے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو وہ کھلاؤ جو تم کھاتے ہو، اس کو وہ پہناؤ جو تم پہنتے ہو۔

فَأَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ، وَأَلْبِسُوهُمْ مِمَّا تَلْبَسُونَ، وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا

(۱) صحیح بخاری، حدیث نمبر:۲۰۷۶

يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ.(۱)

آپ ملازم کی کام کی قدر کیجئے، برسر عام اسے رسوا نہ کیجئے، کام بہتر ہو تنخواہ بڑھایئے، لوگ ملازم کو کھونا گوارا کرتے ہیں تنخواہ نہیں بڑھاتے، انعام دیجئے تنخواہ کے علاوہ، پارٹنر بنا لیجئے اگر وہ کاروبار سنبھالنے کی اتنی صلاحیت رکھ رہا ہے، لیکن اچھے ملازم کو مت کھو دیجئے، ملازم کی بڑی ضرورت تعلیم ہے اپنے بچوں کی، ملازم کی بڑی ضرورت اخرجات ہے علاج کی، ملازم کی بڑی ضرورت اس کا مکان ہے، مکان کا انتظام کیجئے، بچوں کی تعلیم کا انتظام کیجئے، ان کے علاج کے اخرجات کا انتظام کیجئے، تو پھر وہ ملازم آپ کے قابو میں آجائے گا، جان دینے کے لئے تیار ہو جائے گا، لیکن ہم لوگ ملازموں کے ساتھ برتاؤ صحیح نہیں رکھتے ہیں، اسلامی تعلیمات کو بھی نظر انداز کیا جاتا ہے، اور حقیقی ضروریات کو بھی نظر انداز کر دیا جاتا ہے، کام کرتے ہوئے تھک جائے ہاتھ بٹانا چاہیئے، زیادہ بوجھل کام اسے دیدیا گیا تو اس کا بوجھ اٹھانے میں اس کی مدد کرنی چاہیئے، ساتھ دینا چاہیئے۔

ملازموں کے ساتھ برتاؤ، جو ماتحتوں پر نرمی کرے گا اللہ بھی اس کے ساتھ نرمی کریں گے، جو ماتحتوں کے ساتھ سختی کرے گا اللہ بھی اس کے ساتھ سختی کریں گے، چائنہ کی GDP چھوٹے کاروباریوں سے زیادہ ہے، چالیس فیصد چھوٹے چھوٹے کاروبار، کوئی انسان دنیا میں سونے کا چمچہ لیکر پیدا نہیں ہوتا، غریب پیدا ہونا کوئی جرم نہیں ہے، غریب باقی رہنا جرم ہے، غریب بن کر مرنا جرم ہے، اپنی بس کی کوشش کیوں نہیں کی، تجارت میں آج کل ایک کوتاہی موبائل کے استعمال کی ہو رہی ہے، گاہک ہے موبائل کا استعمال ہے، توجہ نہیں ہے، استقبال نہیں ہے گاہک کا، اس کی وجہ سے گاہک ٹوٹ رہے ہیں، کاروبار بکھر رہا ہے، ملازم کے لئے رٹایرمینٹ پلان (Retirement Plan) ہونا چاہیئے، پنشن پلان (Pension Plan) ہونا

---

(۱) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱٦٦۱

چاہئے، پرویڈینٹ فنڈ(Provident Fund) کا پلان ہونا چاہئے، مکانات اور بچوں کی اسکولنگ کا پلان ہونا چاہئے، اپنی حیثیت کے مطابق دینے کا ارادہ تو کیجئے، عصری ٹکنالوجی کو استعمال کیجئے، تمدنی ترقی کو استعمال کیجئے، کھیتی باڑی میں، چیزوں کے تولنے میں، پیسوں کے ٹرانسفر میں، چیزوں کو ہوم ڈیلیوری کرنے میں، جس لائن میں بھی جدت پسندی رہے گی، زمانہ کے ساتھ جو کاروبار چل رہا ہوگا، وہ کاروبار باقی رہے گا، ورنہ سوئیگی،(Swiggy) زومیٹو(Zometo) آئیں گے تو چھوٹے ٹھیلہ والے کمزور پڑ جائیں گے، آپ قابو میں آجائیں گے تو وقت قابو میں آجائے گا، ڈگریاں بے قیمت ہیں اگر آپ کے اندر کام کرنے کا حوصلہ نہیں ہے، میں نے انجینئرنگ پڑھا ہے مجھے انجینئرنگ سے ہی نوکری ملے ضروری نہیں ہے، جو کام مل گیا وہ شروع کردے، جو پڑھا ہوا سی کا میدان تلاش نہ کرے، اسے مل جائے بہتر ہے، ورنہ جو کام مل جائے شروع کردے، وہ کام کرتے ہوئے پھر اپنی پڑی ہوئی ڈگری کو سوچے، وہ کرتے ہوئے پھر کاروبار میں دلچسپی ہے اس دلچسپی والے کاروبار کو سوچے، لیکن جو میدان اور جو لقمہ منہ کے قریب آرہا ہے اس لقمہ کی قدر کرلینا چاہئے، دنیا تو ضرورت ہے، آخرت اصل منزل ہے۔

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا (۱)

نماز کی پابندی کریں

نماز مت چھوڑیے، نماز چھوڑ کر برکت کہاں تلاش کررہے ہیں آپ، نماز میں ہی روزی ہے، آپ کا مسئلہ بڑا نہیں ہے، اللہ کی قدرت بڑی ہے، آپ کی مشکل بڑی نہیں ہے، اللہ کی طاقت بڑی ہے، سجدہ میں سر رکھئے، آپ کے سارے مسائل حل ہوجائیں گے، آپ کے وقت میں برکت ہوجائے گی، وعدہ پورا کیجئے، ایمان والا وعدہ پورا کرتا ہے، وعدہ پورا نہ کرنا ہماری ایک بیماری بنتی جارہی ہے، آدمی مشورہ کرتا

(۱) القصص:۷۷

رہے، ذمہ داریوں کو تقسیم کرتا رہے، ایک ہی تجارت کی پوری ذمہ داری اپنی پوری گردن پر نہ رکھے، بڑی تنخواہ تو چاہتا ہے بڑی ملازمت نہیں چاہتا، اللہ تعالی سے برکت مانگنا چاہیئے، اپنے تجارتی نفع میں کچھ حصہ کچھ فیصد نفل صدقہ کے لئے طے کرنا چاہیئے، حضرت عبدالرحمن ابن عوف نے فرمایا، میں نے ادھار کبھی نہیں بیچا، زیادہ نفع کا انتظار نہیں کیا، اللہ کو اپنا پارٹنر بنالایا، اللہ کو قرض دیا اللہ کے نام پر صدقہ کیا ہے، نقصان دینے والی چیز مت بیچیئے، گٹھکا، سگریٹ، نقصان دینے والی چیز ایمان والا نہیں بیچ سکتا ہے، کینسر بیچا جارہا ہے، کئی خاندان اجڑ جائیں گے، اس وجہ سے نفع پہنچانے والی چیز کی فکر کرنا چاہیئے، اللہ تبارک وتعالی پوری امت کو حلال روزی کی دولت عطا فرمائے، ہر قسم کی بے روزگاری، کاہلی سے اللہ تعالی پوری امت کو پناہ عطا فرمائے۔(۱)

تمرینی سوالات

(۱) کامیاب تجارت کا پہلا اصول کیا ہے؟ ۵ رسطروں میں قلمبند کریں۔

(۲) تجارت کی اہمیت اور فضائل پر ۷ رسطروں پر مشتمل جواب لکھیں۔

(۳) علماء کرام کے لیے تجارت کرنا کیسا ہے؟

(۴) تجارت کا دوسرا اصول بتایئے ۱۰ رسطروں میں۔

(۵) تجارت کا تیسرا اصول سمجھایئے۔

(۶) تجارت کا چوتھا اصول ۱۰ رسطروں میں قلمبند کریں۔

(۷) تجارت کا پانچواں اصول مثالوں کے ساتھ سمجھائیں۔

(۸) بیرون ملک جانے کے فوائد اور نقصانات کا ذکر کیجیئے۔

---

(۱) تجارت کے فضائل اور تفصیلات دیکھنے کے لیے ادارہ کی کتاب ''مسنون اصول تجارت'' کا مطالعہ کریں۔

(۹) پارٹنرشپ کے نقصانات بتلائیں۔

(۱۰) فیملی بزنس سے متعلق ہماری غفلت کو ۷ سطروں میں سمجھائیں۔

(۱۱) خواتین سے ملازمت کے نقصانات بتائیں۔

(۱۲) گاہکوں کے ساتھ کیسے سلوک کیا جائے؟

دوسرا درس

جوئے کی قسمیں اور نقصانات

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ

اس مجلس میں جوئے کی حقیقت اور جوئے کے وہ مسائل جو ہمارے سماج میں بہت زیادہ عام ہیں، اس سے واقف کرایا جائے گا، جوا بہت پرانا کاروبار ہے، حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے اس کا رواج ہے، قرآن میں صاف طور پر منع کیا گیا کہ تم پر شراب اور جوئے کو، سٹے کو، لاٹری کو حرام کردیا گیا: **إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالأَنْصَابُ وَالأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ.** (۱)

شیطان یہ چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان دشمنی اور نفرت ڈال دے: **إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ.** (۲)

حدیثوں میں کہا گیا کہ زمانۂ جاہلیت میں آدمی اپنی بیوی کو رکھ کر بھی جوا کھیل لیتا، اپنے مال پر جوا کھیل لیتا، **وَإِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يُخَاطِرُونَ عَلَى الْمَالِ وَالزَّوْجَةِ.** (۳) اور دیکھتا کہ جب وہ جوا ہار چکا ہے، سامنے والا اس کی بیوی کو، اس کے بچہ کو، اس کی سواری کو، اس کے مکان کو لیکر جارہا ہے، اور بلا محنت کے لیجاتا ہے، سیکنڈوں، منٹوں میں، ایک بٹ، (Bet) ایک کھیل میں، ایک رَن، (Run) ایک بال میں، ایک تاش کے پتہ میں امیر فقیر بن جاتا ہے، لکھپتی خاک پتی بن جاتا ہے، تو اسی

---

(۱) المائدہ:۹۰

(۲) المائدہ:۹۱

(۳) احکام القرآن للجصاص:۱/۳۱۸

لئے نفرت تو پیدا ہوگی ہی۔

شروع میں جو لوگ جوا کھیلتے ہیں وہ شوق میں کھیلتے ہیں، کرکٹ چل رہا تھا بیٹ لگانا شروع کر دیا، شوق میں بیٹ لگا دیا، اس کے بعد اگر دو پیسے آ گئے تو حرص میں آدمی جوا کھیلتا ہے کہ اب میں نے ۱۰۰ / سو روپئے لگائے تھے، ہزار جیت لیے، اب ہزار لگاؤں گا تو ۱۰۰۰۰۰ / ایک لاکھ جیت لوں گا، ایک لاکھ لگاؤں گا تو دو لاکھ جیت لوں گا، اور اگر وہ ہار جاتا ہے تو آس میں کھیلتا ہے، جیت گیا تو حرص میں کھیلتا ہے، ہار گیا تو آس میں کھیلتا ہے، اب تو ہار گیا ہوں لیکن دوبارہ پیسے لگاؤں گا تو جیت جاؤں گا، یہ امید ہے جو اس کو چلاتے رہتی ہے، لوگ کہتے بھی ہیں کہ دنیا امید پر قائم ہے، یہ جو محبت ہے، یہ جو نشاط ہے یہ کچھ دیر کا ہے، یہ زیادہ دیر تک باقی رہنے والا نہیں ہے، یہ حرام ہے۔

جوا کھیلنے کی ممانعت اور نقصانات:

یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ حضرت نبی پاک ﷺ نے یہ فرمایا کہ ایک شخص دوسرے شخص کو جوئے کے لئے صرف بلائے، اور جوا نہ کھیلے، صرف بلائے، تَعالَ أُقامِرْ کَ، آؤ جوا کھیلیں، تو اس کو اس گناہ کی گندگی دھونے کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ صدقہ دے، **فَلْيَتَصَدَّقْ**۔(۱)

دوسری روایت میں حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جوا کھیلے، اور آ کر نماز میں کھڑے ہو جائے وہ ایسا ہی ہے کہ جس نے خنزیر کے گوشت اور خون میں اپنے ہاتھ کو ملوث کیا اور نماز کی طرف آیا۔

مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيرِ، فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خِنْزِيرٍ وَدَمِهِ.(۲)

تیسری بات قرآن نے خود کہا کہ شیطان یہ چاہتا ہے کہ، وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ

---

(۱) الطبرانی: ۳۶۰

(۲) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۲۶۰

وَعَنِ الصَّلَاةِ،(۱) کہ جوئے اور شراب کے ذریعہ سے شیطان تمہیں اللہ کے ذکر سے بھی روکنا چاہتا ہے، نماز سے بھی روکنا چاہتا ہے، جوئے کی بیٹھکیں چاہے وہ آن لائن ہو، جوئے کی مجلسیں چاہے وہ آف لائن ہو یا جوئے کے اڈوں میں ہو آدمی اتنا مست ہو جاتا ہے کہ کھانے اور پینے کا نہیں، پیشاب اور پاخانہ کا بھی اسے خیال نہیں رہتا۔

اس کے حرام ہونے کی چوتھی وجہ یہ ہے کہ تجارت، صنعت، بزنس یا انڈسٹریز (Industries) یا ایگریکلچر (Agriculture) اور زراعت میں کام کرنے کے بجائے دنیا کو آباد کرنے، فطری نظام کو چلانے اور مال کی گردش کو بڑھانے، انسانی ضروریات کو مکمل کرنے، لوگوں کو نوکری اور ملازمت دلانے کے بجائے بغیر محنت اور مشقت کے پیسے کی منتقلی کو چاہتا ہے۔

پانچواں نقصان یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے خاندانوں کی تباہی جوئے خانہ کے باہر اپنے بیوی، بچے اور جائداد سب کچھ دے چکا، کئی شاہی خاندانوں کے ایسے واقعات آپ کو مل جائیں گے کہ وہ جوئے خانہ سے باہر خالی ہاتھ نکلا، یا اس نے مدمقابل کے قتل کے منصوبے بنائے، قتل کر دیا، جب بغیر محنت کے آدمی اپنی بنی بنائی پونجی سامنے والے کی طرف منتقل ہوتا ہوا دیکھتا ہے، خود وہ جواری کاہل بن جاتا ہے، خود جواریوں کو آپ کاہل کاہل دیکھیں گے، اور امیدوں اور خابوں کا شہزادہ بن کر رہے گا، عجیب بات یہ ہے کہ جیت جاتا ہے تو اس کے دل سے رحم نکل جاتا ہے، جب وہ پیسے جیت جاتا ہے تو اس کے دل سے سامنے والے کی محبت نکل جاتی ہے۔

جوئے کی مروجہ شکلیں:

اسلام ایسے کاروبار کو نہیں چاہتا، جو انسانی ہمدردی سے خالی ہو، اسلام ایسے کاروبار کو نہیں چاہتا کہ جس سے معیشت کے پہیے کو جام کر دیا جائے، بند کر دیا جائے، جمود اور تعطل کا

---

(۱) المائدۃ:۹۱

شکار کر دیا جائے، ایک نقصان ضیاع وقت کا بھی ہے، وقت کا نقصان کرنا، گھنٹوں کھیلتے ہیں لوگ، رات بھر کھیلتے ہیں، کیرم (Carram) کھیلتے ہیں، اسنوکر (Snooker) کھیلتے ہیں، چند ہاتھوں میں سارا مال پہنچ جاتا ہے، اس کے اندر دھاندلیاں بھی ہوتی ہیں، اس میں کرکٹ کھیلنے والے کھلاڑیوں سے ایسی بولی بھی لگالی جاتی ہے، کہ ایک آدمی نے جوا لگایا کہ آپ کو اتنے رن مارنے ہیں، دوسرے نے کہا کہ تم ہار جاؤ، وہ اگر ایک لاکھ ۱۰۰۰۰۰/ر دیتا ہے تو میں دس لاکھ ۱۰۰۰۰۰۰/ر دینے لئے تیار ہوں، ہمیں بتایا گیا کہ کرکٹ میں جیتنے سے زیادہ بیٹ لگانے والے ہارنے پر بیٹ (Bet) لگاتے ہیں، تو ایسے بکے ہوئے کھلاڑی بھی ہیں، اور ایسی خراب مشینیں بھی ہیں کہ جس میں پہلے سے سیٹنگ ہوتی ہے اور ایک آدمی کو ہرانا، دوسرے کو جتانا طے ہوتا ہے، اس وجہ سے سارا مال چند ہاتھوں میں، ذہن و دماغ کی تھکاوٹ، دم بخود آدمی بیٹھا ہے، سانس روک کر آدمی بیٹھا ہے کہ کون جیتنے والا ہے، کون ہارنے والا ہے، تو اس کیفیت سے جوا کھیلنے کی وجہ سے ذہن و دماغ کی تھکاوٹ، ہارٹ اٹیک (Heart Attack) کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے، مار پیٹ کے واقعات بھی ہوتے ہیں۔

نفع ہے، نفع سے انکار نہیں ہے، قرآن نے نفع سے انکار نہیں کیا، منفعت موہوم ہے، نقصان یقینی اور واقعی ہے، اگر نفع ہے تو اتنی زیادہ اخلاقی خرابیاں بھی ہیں، جوا کھیلنے کے مختلف طریقے تھے، اسلامی شریعت کے اندر جوئے کی تعریف کی گئی، **تَعرِیفُ المِلک أو الاستِحاق بالخَطَر**، دوطرفہ شرط لگانا اگر آپ جیت گئے تو میں آپ کو اتنے پیسے دوں گا، اگر میں جیت گیا تو آپ مجھے اتنے پیسے دیں گے، تو ایک چیز جس کا ہونا نہ ہونا طے نہ ہو اس سے ملکیت کو جوڑنا، ایک معاملہ جس کا ہونا اور نہ ہونا طے نہ ہو اس سے ملکیت اور استحقاق کو جوڑنا، زمانۂ جاہلیت میں مختلف طریقے تھے تیر ڈال دئے جاتے، تیر اٹھا لئے جاتے، قرعہ ڈال دیا جاتا، اٹھا لیا جاتا، کہ جس کے نام پر قرعہ نکل آیا وہ اتنے پیسے دیگا، دیکھئے تجارت میں اور جوئے میں زمین آسمان کا فرق ہے، جوا نری کی سیکولرازم (Secularizm) اور بزنیس مین کی سیکولرازم بالکل الگ الگ ہوا کرتی ہے، جوا میں نے کھیل لیا، پیسے میرے پاس

آ گئے اب میں کیا کروں؟وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ،(۱)آپ کا اپنا جو اصل پیسہ ہے وہ جائز ہے، جوزائد پیسہ ہے وہ حقیقی مالک کا ہے اس کو دید یا جانا چاہئے۔

اس گھوڑے کو شیطان کا گھوڑا قرار دیا گیا کہ جس پر جوا لگایا جائے،اور اس گھوڑے کو رحمان کا گھوڑا قرار دیا گیا جو جہاد میں استعمال کیا جائے،اس گھوڑے کو انسان کا گھوڑا قرار دیا گیا جو روزی کے لئے استعمال کیا جائے۔

فرس الشیطان,فرس الرحمن,فرس الانسان۔(۲)

جوئے کی نئی شکل

بازار میں جوئے کی ایک شکل ہے،انعامی کوپن،انعامی کوپن دئے جاتے ہیں،آپ نے شاپنگ مال میں جا کر چیز خریدی،جاتے جاتے آپ سے کہا جاتا ہے یہ کوپن بھی لیجائیے،بغیر پیسے کے کوپن دیا جاتا ہے،پیسے تو صرف اس سامان کے لئے گئے جو سامان آپ کو دیا گیا،کوپن قیمت کے علاوہ اپنی طرف سے گاہکوں کو اپنے قریب کرنے کے لئے دیا جاتا ہے،تو یہ جائز ہے،پھر اس میں ڈرا(Draw) نکالا جاتا ہے،جس کا نام آجائے اس کو کار دیں گے،جس کا نام آجائے اس کو عمرہ بھیجیں گے،جس کا نام آ گیا فلانے ملک کا ٹور(Tour) دیں گے،جس کا نام آ گیا اس کو فریج(Fridge) دیں گے،جس کا نام آ گیا اس کو چند تولے، چند کلو سونا دیں گے یہ انعامی کوپن تو جائز ہے،لیکن ایک مروجہ لاٹری ہے،لاٹری کا ایک طریقہ ہے،سڑک کے اوپر لاٹری بیچی جارہی ہے،۱۰۰/سو روپئے کی ایک لاٹری،۲۰۰/دوسو روپئے کی ایک لاٹری،وہ دیدئے گئے،۲۰۰/دوسو روپئے دئے گئے کاغذ لیا گیا،ہزار دو ہزار آدمیوں کے ۲۰۰/دو سو،۲۰۰/دوسو روپئے جمع کر دیے جائیں گے،جس کا نام نکل آئے گا اس کو ایک خاص رقم دیدی جائیگی،ہمیں یاد رکھنا چاہئے دنیا میں کوئی پیسہ بانٹنے کے لئے نہیں بیٹھا ہے،اگر کوئی پیسہ

(۱) البقرہ:۲۷۹

(۲) مسند احمد،حدیث نمبر:۳۷۴۷

بانٹ رہا ہے تو بہت غور کرنا پڑے گا شاید وہ بلیک منی (Black Money) کو وائٹ (White) کرنا چاہتا ہے، یا کچھ اور بڑے مقاصد ہیں اس کے، جو پیسے سے آگے کے ہیں، لیکن کوئی پیسا بانٹنے کے لئے نہیں بیٹھا ہے، اتنی آسانی سے ہمیں دھوکہ نہیں کھانا چاہئے، مروجہ لاٹری کا طریقہ کہ ٹکٹ خریدنا، پھر اس کے بعد ایک جگہ پیسے ڈالنا، اور ایک جگہ پیسے ڈال کر کسی کو ایک بڑا اماؤنٹ دیدینا۔

ایک اور طریقہ ہے ہمارے پاس جو جوئے کے اندر ہی آتا ہے اور ناجائز ہی ہے کہ ۱۰۰۰/ ایک ہزار آدمیوں سے، ۵۰۰۰/ پانچ ہزار آدمیوں سے ۲۰۰/ دوسو، ۲۰۰/ دو سو روپئے لیے جاتے ہیں اور پھر ان کو ممبر بنایا جاتا ہے، ایک سال کے لئے، اس کے بعد سب کے پیسے مہینہ میں جمع ہوئے، لاٹری ڈالی جاتی ہے، جس کا نام آگیا اس رقم میں سے اس کو بیگ دی جائیگی، اس کو فرتج دیا جائے گا، تو جو لاٹری چلانے والا ہے اس نے تو کوئی پیسہ نہیں لگایا، لگایا بھی ہے تو ایک ممبر کے طور پر لگایا ہے، لیکن جتنے لوگوں نے پیسے جمع کئے ہیں انہیں کے پیسے لیکر ایک آدمی کو دیے جاتے ہیں، تھوڑی مقدار میں، ۸۰/ فیصد، ۹۰/ فیصد دئے جاتے ہیں، اب اس آدمی سے کہا جاتا ہے کہ آپ آئندہ مہینہ سے پیسے مت دیجئے ۲۰۰/ دوسو روپئے، آپ کا حصہ پورا ہوگیا، دوسرا مہینہ، باقی لوگ دو، دوسو روپئے دیں گے، وہ پیسے ایک جگہ ڈالے جائیں گے، کسی کو کوکر دیا جائے گا، کسی کو کچھ دیا جائے گا، پھر تیسرا مہینہ، تو ایک تو ہے امدادی چٹھی کہ سب نے برابر پیسے ڈالے ہیں اور سب کو برابر پیسے بطورِ امدادی قرض کے مل جاتے ہیں، لیکن سب کے پیسے ایک کو دیدئے جائیں، چند کو دیدئے جائیں، اور ایک آدمی کو صرف ۴ یا ۵ مہینہ تک ہی پیسے جمع کرنا پڑے، آئندہ دینا نہ پڑے، ۲۰۰/ دوسو روپئے میں ایک کو کار بھی مل جائیگی، اور ایک آدمی کو دس مہینوں تک دینے کے باوجود بھی کچھ نہیں ملے گا، سوائے ایک چھوٹے موٹے سامان کے جو آخر میں دیا جاتا ہے، یہ جوے کی شکل ہے، ہیرا پھیری ہے، انسانوں کو الو اور بیوقوف بنانے کا طریقہ ہے، اس سے اپنے کو اور دوسروں کو بچانا چاہئے۔

تمرینی سوالات

(۱) جوئے کی تعریف، نقصانات اور حرمت کی وجہ بتائیں۔

(۲) جوئے کی کتنی قسمیں بتائی گئی ہیں؟ کون سی جائز اور کون سی ناجائز ہے؟

تیسرا درس

بیع باطل، بیع فاسد

یہ درس بیع باطل، بیع فاسد اور اور غرر کی شکلوں سے متعلق ہے، اس سلسلہ میں بہت ہی مؤثر اور جامع کتاب فقہ البیوع ہے، حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی اور غرر کی صورتیں ڈاکٹر اعجاز سمدانی صاحب کی ہے۔

بیع باطل:

بیع باطل اس بیع کو کہا جاتا ہے جو اصل اور وصف دونوں کے اعتبار سے درست نہ ہو، فقہی زبان ہے اس کو ہم سمجھانے کی کوشش کریں گے، ایک آدمی بیچتے ہوئے کہتا ہے میں نے بیچ دیا، دوسرا خریدتے ہوئے کہتا ہے میں نے خرید لیا، ایجاب وقبول، اسی میں کچھ خرابی آجائے، یہ رکن بیع ہے، اسی میں خرابی آجائے، بیچے جانے والا سامان یا دی جانے والی قیمت، کسی الہامی مذہب میں مال نہ ہو، مردار کو بیچا جائے، خون کو بیچا جائے، بہت تفصیلات ہیں، معدوم کی بیع کی جائے، جیسے یہ کہا جائے کہ اس بکری سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ بچہ میں نے آپ سے خرید لیا، تو معدوم کی بیع ہے، اس بکری کے بچہ سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ میں نے آپ سے بیچ دیا، ابھی تھنوں سے دودھ نہیں نکالا گیا اور بیچنے والا کہتا ہے کہ میں نے ان تھنوں کا دودھ بیچ دیا، بیع باطل، ہیرا سمجھ کر بیچا حالانکہ وہ تو پتھر تھا، جس چیز کا وہ مالک نہیں تھا وہ بیچ دیا باطل، آپ زمین کے مالک نہیں بیچ رہے ہیں، بیع باطل کا حکم یہی ہے کہ آپ مالک نہیں ہوں گے، کسی صورت میں مالک نہیں ہوں گے، آگے بیچ دینے کی وجہ سے وہ خریدنے والا بھی مالک نہیں ہوگا۔

بیع فاسد:

دوسری بیع، بیعِ فاسد ہے، جو اصل کے اعتبار سے صحیح ہو، وصف کے اعتبار سے غلط ہو، جیسے ثمن تو صحیح چیز کا طے کیا گیا، لیکن ثمن مجہول ہے، پیسے دوں گا، میں نے کچھ روپئے میں آپ سے یہ کتاب خرید لی، کچھ روپئے سے کتنے روپئے مراد ہے، ثمن میں جہالت، ثمن کے بارے میں خاموش، یا بیچنے والے نے کہا میں نے آپ سے اس ریوڑ میں ایک بکری بیچ دی، کپڑوں میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے، بکریوں میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے، مبیع کا غیر متعین ہونا جھگڑے کو پیدا کرتا ہے، مُفْضِي إلَى النِّزَاع ہے، اس لئے یہ بیع فاسد کہلاتی ہے، تالاب میں مچھلیوں کو بیچ دیا، جو چیز قبضہ میں نہیں آئی اس کو بیچ دیا، میں نے آپ کو مکان بیچا اس شرط پر کہ آپ مجھے ایک لاکھ زائد قرض بھی دیں، میں نے آپ کو یہ بائک بیچا اس شرط پر کہ آپ چار مہینہ مجھے استعمال کرنے دیں، تو بیع کو قرض کے ساتھ ملا دیا، بیع کو عاریت کے ساتھ ملا دیا، صَفقةٌ في صَفَقةٍ، معاملہ کو معاملہ میں ملا دیا، نَهَى عَنْ صَفقَتَين في صَفقةٍ، [1] اصل بیع میں کوئی خامی نہیں ہے، بیچی جانے والی چیز بالکل مال ہے، ثمن اور قیمت بالکل مال ہے، لیکن جو خرابی آئی ہے، وہ خرابی وصفا آئی ہے، ارکان سے باہر آئی ہے، بیع فاسد اس کو توڑ دینا چاہئے، قابل فسق ہے یہ، اگر آپ نے خرید لیا قبضہ کر لیا تو یہ ملکیت ملکیت خبیثہ ہے، دوسرے کو بیچ دیا تو جائز ہے، لیکن نفع ناجائز ہے، دوسرے کو بیچ دیا جائز نہیں؛ لیکن نافذ تو ہے، نفع بہرحال استعمال کرنا درست نہیں ہے۔

بیع غرر:

زمانۂ جاہلیت میں اس قسم کے طریقے تھے، غرر کے، دھوکے کے، کہ دو آدمی بات کر رہے ہیں، کرتے کرتے جس نے مبیع کو پکڑ لیا اس کی قیمت دس روپئے، بیس روپئے، تیس روپئے، چالیس روپئے، اس نے کہا اور پکڑ لیا سامان کو، ملامسہ اب اس کا مالک

---

(۱) الشوکانی: ۱۲۵۵:۵/ ابن حجر العسقلانی، ت، ۸۵۲

ہوجائے گا، بات چیت چل رہی ہے، بیچنے والے نے کہا اس کی قیمت ۱۰۰ / روپئے، ۲۰۰ / روپئے، بات چیت کرتے کرتے بیچنے والے نے کنکری ماردی مبیع کو، اتنی ہی قیمت طے ہوگئی، منابذہ، اس قسم کی غرر کی شکلیں پائی جاتی تھیں، شریعت نے اس کو منع کیا ہے، دیکھئے غیر منقولہ جائداد، مکانات اور زمینات ادھر سے ادھر نہیں لے جائی جاسکتی ہیں، غیر منقولہ جائداد اس پر قبضہ ضروری نہیں ہے، مالک ہونے کے بعد آپ آکر بیچ سکتے ہیں، کہیں پر قبضہ قبضۂ حکمی ہوتا ہے، کہیں پر قبضہ قبضۂ حسی ہوتا ہے، یہ بہت سمجھنے کی چیز ہوتی ہے، کہ شریعت یہ چاہتی ہے کہ مبیع کا تحفظ خطرہ میں نہ ہو، اور اس کے سلسلہ میں کوئی اندیشے باقی نہ ہو ضائع ہونے کے، ختم ہوجانے کے، ٹوٹ جانے کے، دھوکہ ہوجانے کے، اس طور پر قبضہ حسی، حکمی یا قانونی کاغذی ہوجائے اس کے بعد آگے بیچیں آپ، دھوکہ کے ساتھ، غرر کے ساتھ، خطرہ میں رکھ کر، اگر آپ بیچیں گے، تو آگے مسائل کھڑے ہوجائیں گے۔

قبضہ کا طریقہ شریعت نے طے نہیں کیا ہے، اس کو اچھی طرح سمجھئے کہ قبضہ کا طریقہ شریعت نے طے نہیں کیا، تخلیہ اصل ہے، تحویل میں دیدیا جانا یہ اصل ہے، سامنے والے کو اختیارات دیدیا جانا یہ اصل ہے، غرر سے آپ اپنے آپ کو بچایئے۔

مدت میں غرر

مدت میں غرر، یہ کہہ دیا جائے کہ جس وقت فصل کی کٹائی ہوگی اس وقت میں آپ کو فصل بیچوں گا، تو فصل کی کٹائی کا وقت طے نہیں ہر ایک کا الگ الگ ہوتا ہے، جھگڑا پیدا کرنے والی مدت غیر متعین، ثمن میں غرر، میرے ہاتھ میں جو چیز ہے میں نے اس کے بدلہ میں آپ کا مکان خرید لیا، مبیع میں غرر جیسے ہوا کے پرندہ کو میں نے آپ سے بیچ دیا، بیع فاسد جب بھی ہوتی ہے جب کوئی ایسی شرط لگائی جائے جس میں کسی ایک کا فائدہ ہے، بائع کا، مشتری کا، یا مبیع کا، آپ اس غلام کو خرید لیجئے، اس شرط پر کہ آپ گوشت کے سوا کچھ نہیں کھلائیں گے، تو مبیع کا فائدہ، اس جانور کو خرید لیجئے اس شرط پر کہ آپ ۲ / کلو سے زیادہ بوجھ نہیں رکھیں گے، تو

یہ سب باتیں وہ ہیں جو بیع کو فاسد کرتی ہیں، بیع باطل بیع فاسد اور غرر کی شکلیں، بہر حال خریدنے کے لئے جو بول بولا جا رہا ہے، بیچنے کے لئے جو بول بولا جا رہا ہے، جو خریدنے والا ہے، جو بیچنے والا ہے، جو بیچی جانے والی چیز ہے، ان سب چیزوں کا نہایت محفوظ بہت شفاف بغیر گنجھلک کے معاملہ ہونا چاہئے، یہ شریعت کا مقصود ہے، شریعت کی معاشیات اخلاقیات سے خالی نہیں ہے، شریعت نے معاشیات کو اخلاقیات کے ساتھ چلایا ہے، اور کوئی الجھن ٹوٹنے کا بکھرنے کا جھگڑے کی شریعت نے اس کو باقی رکھنا نہیں چاہا ہے۔(۱)

تمرینی سوالات

(۱) بیع باطل، فاسد کی تعریف اور حکم مع امثلہ بتائیں۔

(۲) غرر کی ۶؍ شکلیں سمجھائیں۔

(۱) المائدۃ: ۹۱

چوتھا درس

اجارہ اور کرائے داری کے مسائل

آمدنی کا ایک ذریعہ اپنی چیزوں کو کرائے پر دینا بھی ہے، حصول معاش اور کمائی کا ایک ذریعہ مزدوری کرنا بھی ہے، شریعت نے مالک کی ذمہ داریاں بھی بتلائی، اور مزدور کی ذمہ داریاں بھی بتلائی، جو مالک کی ذمہ داریاں ہیں وہ مزدور کے حقوق ہیں، جو مزدور کی ذمہ داریاں ہیں وہ مالک کے حقوق ہیں۔

حضرت مولانا عمر صاحب پالن پوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو مالک کا جذبہ ہے وہ مزدور کی ذمہ داری ہے، اور جو مزدور کا جذبہ ہے وہ مالک کی ذمہ داری ہے، کیا مطلب ہے؟ مالک کا جذبہ یہ ہے کہ میں زیادہ کام لوں کم تنخواہ دوں، یہ مزدور کی ذمہ داری ہے کہ تنخواہ کم ملے برکت کی ملے کام کا حق ادا کردوں گا میں، مزدور کا جذبہ یہ ہے کہ کام کم ہو مزدوری زیادہ ہو، ضرورت پوری ہوجائے، بوجھ زیادہ نہ پڑے، یہ مزدور کا جذبہ ہے، یہی مالک کی ذمہ داری ہے کہ مالک کو چاہئے کہ زیادہ مشقت والا کام نہ دے، اپنے مزدور کو وہ پہنائے جو خود پہنتا ہے، وہ کھلائے جو خود کھاتا ہے، اور اگر مشکل کام اسے دیتا ہے تو اس کا ہاتھ بٹائے، اور پسینا سوکھنے سے پہلے مزدوری دیدے، لوگ تو پسینا نہیں خون سوکھنے کے بعد بھی مزدوری نہیں دیتے ہیں، ہمارے بعض معاملات کے اندر۔

مزدور کی قسمیں:

مزدوری پر جانے کی دو قسمیں ہیں (۱) اجیر مشترک (۲) اجیر خاص، اجیر خاص کہا جاتا ہے کہ جو ایک ہی مالک کے پاس کام کرے، چاہے آدھا دن یا پورا دن، یا مہینہ کے اعتبار سے، سال کے اعتبا سے، یومیہ تنخواہ ہو یا ماہانہ تنخواہ ہو تو یہ شخص ایک ہی مالک کے پاس کام کرتا

ہے، یہ وقت کا ملازم ہے، اس کا جو وقت طے ہے، ۸/بجے سے لیکر ۸/بجے تک، ۸/بجے سے لیکر ۶/بجے تک، اس کو وقت پوری امانت داری سے وہاں پر دینا چاہئے، اگر اس وقت میں اپنے پرسنل (Personal) اورنجی کام کرے گا تو اتنے گھنٹے اور سیکنڈ کی مزدوری ناجائز ہوجائیگی، یہ اجیر خاص کا حکم ہے، اور سوائے فرض نماز اور سنت کے کوئی اور نفل یہ ان اوقات میں نہیں پڑھ سکتا ہے۔

اجیر مشترک وہ مزدور جو ایک مالک سے بندھا ہوا نہ ہو، جیسا کہ کپڑے دھونے کی دوکان، ایک مالک سے بندھا ہوا نہیں ہے، کئی لوگوں کے پاس کام کرتا ہے، ایسے ہی بہت سارے ٹھیکیدار اور بہت سارے بڑے پروفیشنلس یہ اجیر مشترک کی طرح ہوتے ہیں، اجیر خاص اجیر مشترک میں فرق یہ ہے اجیر خاص وقت کی پابندی کے ساتھ اگر کوئی نقصان ہوجاتا ہے، تو وہ نقصان مالک کے ذمہ میں ہے، چیز ٹوٹ گئی، پھوٹ گئی، لیکن اجیر مشترک کے پاس جو ایک مالک کا بندھا ہوا نہیں ہے، وقت کا بندھا ہوا نہیں ہے، کام کا بندھا ہوا ہے، کپڑے دھوکر دینا ہے، اِستری کر کے دینا ہے، تو ایسے آدمی کے پاس اگر چیز ضائع ہوجاتی ہے، تو پھر وہ ایسی ہی چیز کے لوٹانے کا ذمہ دار ہے، نوکری کرتے وقت ملازمت کے لئے جاتے وقت کام کو بھی اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے، تنخواہ کو بھی اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے، امانتداری سے آدمی کام کرے، اور قابلیت کے ساتھ کام کرے، کوالیفکیشن (Qualification) کے ساتھ کام کرے، پورا میچور ہوکر کرے، کچا پن اس کے کام کے اندر نہ ہو، وقت کی پابندی ہو، اپنائیت کا جذبہ ہو، اسلامی تعلیمات کا نمائندہ ہو، صرف قرآن کا شوق نہ بتلائے نوکری کی جگہ پر، صرف تبلیغ میں جانے کا جذبہ نہ بتلائے نوکری کی جگہ پر، کام کو بہتر سے بہتر انداز میں کر کے بتلائے۔

مختلف قسم کے کام:

اب مختلف قسم کے کام ہیں، جائز، ناجائز، حجامت کی دوکان جس میں ڈاڑھی مونڈی جاتی ہے، فیشن کے مطابق بال کاٹے جاتے ہیں، اس کی اجرت حرام ہے، اور ایسے

ہی بنک کی ملازمت، لکھت پڑھت کی ملازمت، چپراسی کی نوکری تو جائز ہے، ATM کے لئے گھر کرائے پر دینا تو جائز ہے، غیر مسلم کو بھی مکان کرائے پر دینا جائز ہے، اگر چہ وہ اس کے اندر مورتی پوجا کرتا ہو یہ اس کا عمل ہے، لیکن بنک کے لئے مکان کرائے پر نہیں دیا جا سکتا ہے، چونکہ ایمان کمزور ہے اس لئے علماء نے یہ تخفیف دی ہے، کہ دوسری نوکری آپ دیکھ لیں، بقدرِ گذارہ جب مل جائے تو بنک کی نوکری چھوڑ دیں، اور نیت کر لیں کہ جتنے پیسے میں نے کمائے ہیں وہ آہستہ آہستہ اپنی ضرورتوں کی تکمیل کرتے ہوئے بغیر ثواب کی نیت کے اس کو صدقہ دیدوں گا۔

روڑ کے اوپر دوکانیں لگائی جاتی ہیں، میری دوکان کے سامنے جو سرکاری زمین ہے پیدل چلنے والوں کا راستہ ہے، وہاں پر کسی کو ٹھیلا لگانے کی اجازت دیدی گئی، تو مالک دوکان تو اس سڑک کا مالک نہیں ہے، اس جگہ کا مالک نہیں ہے، لیکن وہ اس ٹھیلے والے سے کرایہ لیتا ہے جگہ استعمال کرنے کا، یہ کرایہ وصول کرنا صاف طور پر حرام ہے، ناجائز ہے، کوتاہی ہم لوگوں سے یہی ہوتی ہے کہ ''مَنِ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا، فَلْيُعْلِمْهُ أَجْرَهُ''(١) جب کوئی کسی کو مزدور بنائے تو اس کی مزدوری اس کو بتلا دے۔

آٹو میں، کار میں بیٹھ رہے ہیں، صاحب جو سمجھ میں آئے وہ دیدیجئے آپ، اجرت طے نہیں کی، اترتے وقت الجھن ہوگی، اترتے وقت بدتمیزی ہوگی، اترتے وقت گالی گلوچ ہوگی، اسی لئے اجرت بھی صاف طے ہونا چاہئے، اور جو کام ہے وہ بھی طے ہونا چاہئے۔

تعاون علی المعصیت کی شکلیں:

تعاون علی المعصیت ایک بہت بڑا باب ہے، گناہوں پر تعاون کرنے والی نوکریاں، یوروپ میں نوجوان بچے جاتے ہیں، وطن کی آدھی روٹی بہتر ہے، سپر مارکیٹ (Super Market) میں دوسرا سامان زیادہ ہے، شراب کی بوتلیں بھی کچھ بیچنا پڑتا ہے، ہوٹل میں دوسری

---

(١) مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر: ٢١١٠٩

غذائیں زیادہ ہیں،خنزیر کا گوشت بھی سپلائی کرنا پڑتا ہے،تو مفتی تقی عثمانی صاحب نے فقہ البیوع میں لکھا ہے،چونکہ اصل دوکان تو شراب یا خنزیر کی نہیں ہے،اور یورپ کے ملک میں وہ رہنے والا ہے،دوسری نوکری دیکھتا رہے،اور یہاں سے اپنی تنخواہ میں سے کچھ مقدار تنخواہ صدقہ کردیا کرے،کیونکہ اس میں خنزیر کے بیچنے اور شراب کے بیچنے کا کام بھی شامل ہے،لیکن دوسری نوکری وہ دیکھ لے اس کے بعد یہاں سے پیرا ٹھائے۔

ہمارے ملک کے اندر یہ واقعات پیش آتے رہتے ہیں،گنیش کے موقع پر کیا گاڑیاں کرائے پر دی جاسکتی ہیں؟ گنیش کو لیجا کر پھینکنے کے لئے نہیں دی جاسکتی ہے،لیکن اگر فساد کا اندیشہ ہے،تکلیف پہنچانے کا اندیشہ ہے،تو اپنی گاڑی دی جاسکتی ہے،اور اس کی اجرت وہ استعمال نہ کرے،کرایہ وہ مالک استعمال نہ کرے۔

یہی حال فنکشن ہال کرائے پر دینا شادی ہال کرائے پر دینا،چرچ کے کام کے لئے شادی ہال کرائے پر نہیں دیا جاسکتا،کرسمس کے لئے شادی ہال کرائے پر نہیں دیا جاسکتا،غیر مسلموں کے تہوار کے لئے شادی ہال کرائے پر نہیں دیا جاسکتا،ان کی شادیوں کے لئے دے سکتے ہیں،ان کے دوسرے پرسنل اور فیملی،خاندانی تقاریب اور سیلیبریشن (Celibration) کے لئے کرائے پر دے سکتے ہیں،تعان علی المعصیت،جس ملک کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ آپ کا دشمن ہے اسلامی سلطنت کا،اور آپ سے لوہا خرید کر وہ آپ کے خلاف ہتھیار بنانا چاہتا ہے،یا ایسے ملک کو تلوار ہی بیچ دینا صاف طور پر،ہتھیار ہی بیچ دینا جائز نہیں ہے،یہ گناہ پر تعاون کرنا ہے۔

خواتین کا ملازمت کرنا:

اس موضوع پر بہت سی کتابیں ہیں،اور بہت ہی نازک قسم کا مضمون ہے،علماء سے پوچھ لینا چاہئے،عورتوں کی نوکری کرنا،دیکھئے اصل معاشی ذمہ داری مرد پر ہے،اور عورت کا اصل کام گھر کی چہار دیواری ہے،نسلوں کی پرورش ہے،اور یہی بہت بڑا کام ہے،گھریلو حالات ہوتے ہیں،سخت مجبوریاں ہوتی ہیں،ماں باپ بیمار ہے،شوہر ناکارہ ہے،اخرجات

ناکافی ہیں سادگی کی کوشش کے باوجود، تو ایسے موقع پر عورت نوکری، ملازمت یا تجارت کرسکتی ہے، بہتر یہ ہے کہ گھر پر رہ کر کرے، آن لائن کرے، کپڑے سیکر کرے، بیوٹی پارلر سینٹر چلا کر کرے، ٹیوشن پڑھا کر کرے، مکتب شروع کر کے کرے، آن لائن ٹیوشن پڑھا کر کرے، اگر ایسی کوئی شکل بن نہیں پا رہی ہے، باوجود کوشش کے تو ایسی عورت کو اجازت ہے کہ وہ گھر سے باہر نوکری کے لئے جائے، بہت دور نہ جائے بغیر محرم کے، تنہاء آٹو میں بیٹھ کر نہ جائے، رات بھر اجنبی مردوں کے ساتھ نہ بیٹھے، خوشبو استعمال نہ کرے، غیر محرم کے ساتھ بے تکلف اختلاط نہ کرے، اتنی ساری احتیاطی تدابیر کے ساتھ سخت مجبوری میں اگر کوئی عورت ملازت کرتی ہے تو جائز ہے۔

شوہر کی حق تلفی نہ ہو، اولاد کی تربیت میں کوتاہی نہ ہو، دو پیسے آنے کے بعد فائنانشیل انڈی پینڈنٹ (Financially Independent) ہوجانا اس کو کہیں ڈیسیشن (Decision) اور سوشل (Social) میں انڈیپنڈنٹ نہ کردے، معاشرتی اور فیصلہ کرنے میں بھی اس کو کہیں مستقل نہ بنادے ورنہ اس کا گھر ٹوٹ جائے گا۔

تنخواہوں کا معیار:

ایسی شرطیں نہیں لگانا چاہئے کہ جس میں آدمی کام تو کر رہا ہو آپ اس کی تنخواہ کاٹ رہے ہو، کہ اگر آپ تین دن تک ایک گھنٹہ لیٹ آئیں گے تو آپ کی تین دن کی تنخواہ کاٹ دی جائیگی، پانچ مہینہ کا ایگریمنٹ (Agreement) ہے اگر آپ چار مہینہ میں چلے جائیں گے تو ہم آپ کے تین مہینہ کی تنخواہ ختم کردیں گے، نہیں دیں گے، اس طرح کی شرطیں لگانے سے بچنا چاہئے، جس سے مزدور کی حق تلفی ہوتی ہے، بات یہی ہے کہ تین خرچے ہیں علاج، اولاد کی تعلیم، گھر کی تعمیر، مزدور کو ان چیزوں کے سلسلہ میں سیٹسفائڈ کردینا چاہئے، سرکاری یا غیر سرکاری جائز ذرائع سے ان کی مدد کی ترتیب بنانا چاہئے، کم تنخواہ دینے والا مالک اپنے مزدور کو خود ہی چور بنارہا ہے، اس کا مزدور مختلف جگہوں پر چوری کرتا ہے، اسی طریقہ سے بلڈنگ ڈیولپ (Develop) کرنے کے لئے، تعمیر کرنے کے لئے، ٹھیکیداری

کے لئے زمینیں دی جاتی ہیں، اسے استصناع کہا جاتا ہے۔

حقیقت میں کیلے سے لیکر آخری گیٹ تک جیسے معاملات کی شفافیت ہونی چاہئے کہ اگر اس چیز کا ریٹ بڑھ جائے تو کیا کیا جائے گا؟ کورونا آجائے تو کیسا معاملہ کیا جائے گا؟ اور اگر چھ مہینہ میں دینا تھا چھ مہینہ میں نہیں دیا، ۸/آٹھ مہینہ میں دیا تو ۲/دو مہینے زائد تاخیر کرنے کی وجہ سے ٹھیکیداری پر لینے والے پر چالان کیسے ڈالا جائے، جس سے مالک کو بھی تکلیف نہ ہو، ٹھیکیداری پر لینے والے کو بھی تکلیف نہ ہو، یہ سارے معاملات کی پہلے سے وضاحت ہونی چاہئے، اور شریعت میں اس کا حل موجود ہے، اس کے مطابق کیا جائے گا تو کوئی دونوں کو پریشانی پیش نہیں آئے گی۔

اللہ سے ڈرتا رہے مالک کہ مجھ سے کہیں مزدور کے حق میں حق تلفی تو نہیں ہو رہی ہے، حضرت عائشہؓ کے پاس آقا آئے اور دعا کئے اے اللہ مسلمانوں کے جس کام پر کسی کو ذمہ دار بنایا جائے وہ سختی کرے آپ بھی اس پر سختی کیجئے، اور جب مسلمانوں کے کسی کام پر نگران بنایا جائے اور وہ ان کے ساتھ نرمی کرے آپ بھی ان کے ساتھ نرمی کیجئے: **اللهُمَّ، مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ، فَاشْقُقْ عَلَيْهِ، وَمَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ، فَارْفُقْ بِهِ.** (۱)

اتنا مطمئن کر دیجئے مزدور کو کہ وہ دائیں بائیں نہ جاسکے، مزدور ایسا کام کر کے بتلائے کہ مالک اس کے بغیر کسی اور پر راضی نہ ہو دونوں حق دینے پر آجائیں، حق مارنے پر نہ آجائیں، دونوں اپنی ذمہ داری پوری کرنے پر آجائیں، اپنے محاسبہ پر آجائیں، دوسرے سے مطالبہ کا مزاج چھوڑ دیں۔

مدارس و مساجد کی اجرت لینا:

مدرسہ میں پڑھانا، مسجد میں پڑھانا، قرآن پڑھانا اس کی اجرت جائز ہے، مبارک اجرت ہے، حضرت ابوبکرؓ نے خلافت کے کام پر تنخواہ لی، حضرت عمرؓ نے خلافت کے کام پر

---

(۱) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۸۲۸

تنخواہ لی، یہ توکل کے خلاف نہیں ہے، یہ اخلاص کے خلاف نہیں ہے، تنخواہ لیکر بھی ہم یکسوئی سے پڑھادیں تو بہت ہے، ہمتیں کمزور ہیں، تنخواہ نہیں لیا لیکن تکبر میں ہے، تنخواہ نہیں لیا لیکن بغاوت پر ہے کہ آپ مجھے تنخواہ نہیں دیتے ہیں مجھے پابند نہیں بنائیے، یہ کوئی سمجھداروں کا طریقہ نہیں ہے، کیا ہمارا اخلاص حضرت قاسم نانوتویؒ سے زیادہ ہے؟ کیا ہمارا اخلاص حضرت مولانا زکریاؒ سے زیادہ ہے؟ البتہ تنخواہ لیتے ہوئے اجرت پر نظر نہ ہو، اجر پر نظر ہو، ۸؍ بجے آنے کا وقت ہے ۸؍ بجے آگئے اجرت حلال ہے، ۸؍ بجے آنا تھا ساڑھے سات بجے آگئے اجر کے بھی مستحق بن جائیں گے آپ، اجرت کے مستحق بن جائیں گے اللہ کے بندوں کے پاس اور اجر کے مستحق بن جائیں گے اللہ کے پاس، البتہ قرآن پڑھنے پر اجرت نہیں لی جاسکتی، میرے والد کا انتقال ہوا آپ آیئے قرآن پڑھ دیجئے آپ کو میں 3000؍ تین ہزار روپئے دیتا ہوں، 4000؍ چار ہزار روپئے دیتا ہوں یہ ناجائز ہے، آپ کے گھر کی آپننگ (Opening) ہورہی ہے ہم آیت کریمہ پڑھ دیں گے آپ ہمیں ایک ہزار روپئے دیدیجئے، تو یہ پڑھنے پر اجرت لینا حرام ہے، پڑھانے اور سکھانے پر اجرت لینا جائز ہے، ایسے بھوک ہڑتال کرنا کہ مزدور مرجائیں، خودکشی ہوجائے جائز نہیں ہے، اپنے حقوق کا مطالبہ کرنا چاہیے اپنے کام کو بہتر انداز میں کرتے ہوئے۔

مزدوروں کی جو عادت ہے کہ بجائے ۱۰؍ دس بجے آنے کے ۱۱؍ گیارہ بجے آئے، پھر باتیں کرنے، پھر کھانے کے وقت میں پہلے ہی اتر جانے، تھوڑا سا ستانے لگ جاتے ہیں دوپہر کے وقت میں پھر شام ہونے کا وقت قریب آنے ہی لگتا ہے کہ ہاتھ پیر دھوکر واپسی کی تیاری کرتے ہیں مزدوری کا مطالبہ کرتے ہیں، بے دلی کے ساتھ کام کیا جاتا ہے، یہ وہ لوگ ہیں کہ جو برکت والی مزدوری نہیں کما رہے ہیں، اللہ تعالی حلال لقمہ عطا فرمائے، حرام لقمہ سے پناہ عطا فرمائے۔(۱)

(۱) اجارہ اور کرایہ داری کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے ادارہ کی کتاب ''سود احکام ومسائل''

تمرینی سوالات

(۱) اجارہ کسے کہتے ہیں؟ اجیر کی کتنی قسمیں ہیں اور کیا کیا؟ حکم کیا ہے؟ فرق بھی بتائیں؟

(۲) کون سی اجارہ داری جائز اور کون سی ناجائز ہے، چند مثالیں لکھیں۔

(۳) گنیش کے لیے گاڑی دینا، فنکشن ہال دینا، ATM مشین کے لیے کمرہ دینا کیسا ہے؟

(۴) خواتین ملازمت کب کرسکتی ہیں؟ اور کون سی ملازمت کریں؟

(۵) مالک کی مزدور کے ساتھ بدتمیزی اور مزدور کی خیانت کو مثالوں سے سمجھائیں۔

(۶) دینی خدمت قرآن پڑھانے، مسجد کی امامت اور قرآن خوانی کی اجرت کا کیا حکم ہے؟

پانچواں درس

قرض اور دین کے مسائل

اردو زبان میں قرض اور دین میں زیادہ فرق نہیں ہوتا ہے، اسلامی فقہ میں قرض اور دین میں فرق ہے، ہر قرض دین ہے؛ لیکن ہر دین قرض نہیں ہے، قرض کی تعریف ہے، ما تعطیه من مثلي لتتقاضاه، کہ کوئی مثلی چیز دیکر واپس لیناوہ ہے قرض، آدمی نے ایک شخص کو سامان بیچا، اس کے پیسے اس کا ثمن دین ہو گیا ہے، اس مجلس میں قرض سے متعلق ہم گفتگو کریں گے۔

قرض لینے کی شرائط:

بطور خاص قرض کا لینا اسلامی شریعت میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟ قرض لینے والے زیادہ ہیں، لینے کا رجحان زیادہ ہے، جس قوم کو دینے والا بننا چاہئے تھا وہ لینے والے لوگوں کی صف میں زیادہ کھڑے ہیں، شدید مجبوری کے بغیر قرض لینا پسند نہیں کیا گیا، خواہشات کے لئے قرض، چٹوروں کے لئے قرض نہیں پسند کیا گیا، بزرگوں کے واقعات ہیں، تنگیوں کو جھیلا گیا، کپڑے کی تنگی کو جھیلا گیا، گوشت کے نہ ہونے کو جھیلا گیا، قرض کو نہیں پسند کیا گیا، قرض لے رہا ہے لکھ لے، گواہ بنا لے، قرآن نے کہا سودی قرض نہ لے، معمولی وجوہات پر رہن سینٹر چلیں گے، معمولی وجوہات پر لون اٹھا لیا، ادا کی نیت ہونی چاہئے، ادا کرنے کی نیت ہوتی ہے تو حدیث ہے کہ اللہ ادا کر دے گا، نیت اتنی طاقتور چیز ہے ٹال مٹول نہ کرے، مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ، (۱) جو ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے اس پر واجب ہے کہ وہ ادا کرے، قرض لینے والے کو قرض دینے والا کچھ باتیں سناتا ہے، کچھ زائد بات بولتا ہے تو سننے کا حوصلہ رکھنا چاہئے، ان لصاحب الحق مقالا، حق والے کو بولنے کا حق ہوتا ہے، یہ

---

(۱) صحیح مسلم، باب تحریم مطل الغنی، حدیث نمبر: ۱۵۶۴

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا تھا جب زید بن شعنہ یہودی نے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرض دیکر وقت سے پہلے ہی بدتمیزی کرنے لگ گیا، حضرت عمرؓ ناراض ہونے لگے تو آقا نے اس وقت فرمایا تھا، **ان لصاحب الحق مقالا** . (١)

آٹھویں شرط یہ ہے کہ قرض لینے والے کے لئے دعا کا اہتمام کرے، ادا کرنے کے لئے کوشش کے ساتھ دعا کرے، **اللھم اکفني بحلالك عن حرامك واغنني بفضلك عمن سواك.** (٢)

اور جب قرض واپس کرنے کے لئے آئے قرض دینے والے کو تو اسے دعا دے، بارك الله في اهلك ومالك. (٣)

ہماری معاشرتی زندگیاں اس میں بھی بگڑ چکی ہیں، لیتے وقت پیر پکڑ لیتے ہیں قرض لینے کی جب ضرورت ہوتی ہے، قرض دینے کی جب بات آتی ہے تو دینے والے کا گلا بھی ویسے ہی پکڑتے ہیں۔

قرض لینے کی وعیدیں:

قرض لینے والے کو وعیدیں یاد ہونا چاہئے، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قرض لینے والے کی گردن اس کے قرض میں اٹکی ہوئی رہتی ہے، **نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ**، (٤) وہ جنت میں نہیں جاسکتا، اور آپ نے نماز جنازہ نہیں پڑھی اس شخص کی جو دو دِرہم کا قرض چھوڑ کر مرا تھا، تیسری روایت آپ نے فرمایا کہ کوئی آدمی اگر تین مرتبہ شہید ہوجائے پھر بھی جنت میں نہیں جائیگا جب تک کہ ایک دِرہم کا بھی قرض باقی ہو، وعیدیں یاد ہونا چاہئے، حضرت معاذؓ پر ایک مرتبہ قرض بہت بڑھ گیا، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا

---

(١) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ٢٦٥٩

(٢) جامع ترمذی، حدیث نمبر: ٣٥٦٣

(٣) اخرجہ النسائی، حدیث نمبر: ٤٦٨٣

(٤) سنن ترمذی، حدیث نمبر: ١٠٧٨

سارا سامان بیچنے لگوایا، یہاں تک کہ وہ خالی ہاتھ میدان سے گئے لیکن آپ نے حضرت معاذؓ کے قرض دینے والوں کا پیسہ معاف کروایا، رات کا غم ہے دن کی رسوائی ہے، دماغی الجھن ہے، قلبی اضطراری ہے۔

اور اس زمانہ کا کلچر اور فیشن بن چکا کہ آدمی تنخواہ آنے سے پہلے تنخواہ خرچ کر لیتا ہے قرض لینے کی وجہ سے، یاد رکھنا چاہئے قرض لینے والا ادا کئے بغیر مر جائے مفلس اٹھایا جائے گا، پہلے نیکیاں دیدی جائیں گی، پھر گناہ ڈال دئے جائیں گے، قرض کے ادا کرنے کی اہمیت اتنی ہے کہ مرنے والے کے مال سے کفن دفن کے خرچ کے بعد سب سے پہلے اس کے قرض کو وصول کیا جائے گا، ادا کیا جائے گا، وصیت کے پورا کرنے سے پہلے۔

شادی کے لئے قرض لے، جائز حدود میں اللہ تعالی اسے ادا فرما دیں گے، کفن دفن کے لئے قرض لے اللہ اسے ادا فرما دیں گے، مجاہد کا قرض اللہ ادا کر دیں گے، **فإنّ اللهَ یقضي عَن هؤلاء یومَ القیامة**،(۱) ابوداؤد شریف کی روایت میں ہے قرض دار کو قید کرنا جائز ہے، آدمی کی آزادی اور خودمختاری پر اثر پڑتا ہے، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اپنے چین کو حرام نہ کرو، اپنے سکون کو ختم نہ کرو قرض لیکر، جب آدمی قرض لے لیتا ہے تو جھوٹ بولنا پڑتا ہے، إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ، وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ.(۲)

مال رکھنے والے شخص کا ٹال مٹول کرنا اس کی آبرو اور اس کی سزا کو حلال کر دیتا ہے، لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوبَتَهُ،(۳) یعنی جس شخص نے قرض لیا اور ادا نہیں کر رہا ہے اس کا سب کچھ بیچا جا سکتا ہے۔

قرض کرنے کے لئے لینے والوں کے لئے ان کے تناسب سے اس کے مال کی قیمت کو تقسیم کیا جائے گا، جسم کے کپڑوں کے علاوہ سب بیچا جا سکتا ہے، قرض لینے والا قرض لے آدمی ضرورت کے وقت لے، وقت پر ادا کرے، دینے والے مل جاتے ہیں، اور جو قرض

(۱) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۲۴۳۵

(۲) سنن نسائی، حدیث نمبر: ۱۳۰۹

(۳) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۲۴۲۷

دینے والا ہے،قرض دینا مستحب ہے،عرش پر لکھا ہوا ہے،الصدقة بعشر امثالها والقرض بثمانية عشر.(۱)

ایک روپئے کا قرض دیا ۱۸/روپئے صدقہ دینے کے برابر ہے،لکھنا چاہئے اور قرض دینے والے کو چاہئے چھان،تفتیش کر کے دے کہ واپسی کی امید بھی ہو،دھوکہ کھانا بھی نہیں چاہئے،دھوکہ دینا بھی نہیں چاہئے،ڈبانے والوں کی بدکرداری کی وجہ سے ہمیں نیکی کرنا نہیں چھوڑنا چاہئے،حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کے یہودی سے قرض لینے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ صحابہ تو محبت میں معاف کر دیں گے؛لیکن یہودی بہرصورت وصول کر کے رہیں گے،دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ مسلمان تک دین کی دعوت پہنچانے کا بدل اور عوض نہ ہو جائے اسی لئے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمان سے قرض نہیں لیا یہود سے لیا،وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ،(۲) کفیل لینا چاہئے،وصیت کر دینا چاہئے،وصیت لینا چاہئے،آپ وصیت کیجئے میرے ایک لاکھ روپئے دینا ہے،تاکہ آپ کی اولاد میرا قرض آپ کے مرنے کے بعد ادا کرے،قرآن کہتا ہے اگر تمہیں اللہ نے وسعت دی ہے تو معاف کر دو،مہلت دیدو

وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ.(۳)

حضرت ابوالیسر آنے والے سے تین بار قسم لیتے تھے،تیرے پاس نہیں ہے پیسے؟تمہارے پاس نہیں ہے؟نہیں ہے؟جاؤ میں نے معاف کر دیا،ابن ابی حدرد اور حضرت کعب بن مالک مسجد نبوی میں زور زور سے باتیں کر رہے تھے،حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت کعب کو ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا جاؤ آدھا معاف کر دو،حضرت کعب نے ابن ابی حدرد سے کہا جاؤ میں نے تمہارا آدھا معاف کر دیا، **ضع من دينك هذا،**

---

(۱) سنن ابن ماجہ،حدیث نمبر:۲۴۳۱

(۲) یوسف:۷۲

(۳) البقرة:۲۸۰

فأومأإليه أي الشطر، قال: لقد فعلت يا رسول الله، قال: قم فاقضه ۔(۱)

بخاری شریف میں بنی اسرائیل کا واقعہ ہے کہ اس نے قرض دیا، پوچھا گواہ کون ہے؟ اللہ گواہ ہے، کفیل کون ہے؟ اللہ کفیل ہے، اور وہ لیکر چلا گیا سمندر پار، لینے والے کو بھی دینے کی نیت تھی، وہ سمندر کے کنارے آ گیا کوئی کشتی نہیں، پیسے کیسے پہنچاؤں؟ اے اللہ میں نے آپ کو وکیل بنایا، آپ کو میں نے کفیل بنایا، لکڑی کے کھول کو کھود کر اس میں ڈال دیا اور وہ لکڑی سمندر میں پھینک دی اور دوسرے کنارے پر اس نے لکڑیاں چنیں گھر میں پکانے کے لئے اور وہ لکڑی توڑنے لگ گیا تو پیسے نکل گئے، دل کا معاملہ صاف ہوتا ہے تو اللہ ایسے انتظامات کرتے ہیں، ایسی غیبی مددیں شامل حال کرتے ہیں۔(۲)

مقروض کو مہلت دینی چاہیے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا اقْتَضَى.(۳)

مہلت دینے والے کو ہر دن صدقہ کا ثواب ملتا ہے: مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا كَانَ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ، وَمَنْ أَنْظَرَهُ بَعْدَ حِلِّهِ كَانَ لَهُ مِثْلُهُ، فِي كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ.(۴)

عرش کا سایہ نصیب ہوتا ہے: مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ عَنْهُ، أَظَلَّهُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ.(۵)

قرض لینے والا ادا نہ کرے تو؟

قرض لینے والا پیسے واپس نہیں کر رہا ہے تو حنفیہ کے نزدیک، من غيره جنسه بھی سامان چھین سکتے ہیں، **وفيه إيماء إلى أن له أن يأخذ من خلاف الجنس،** 10000/دس

---

(۱) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۲۴۲۹/سنن ابوداؤد، حدیث نمبر: ۳۵۹۵

(۲) صحیح بخاری، کتاب الکفالۃ، حدیث نمبر: ۲۲۹۱

(۳) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۲۰۷۶

(۴) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۲۴۱۸

(۵) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۳۰۰۶

ہزار روپئے لیا، واپس نہیں کر رہا ہے، فون چھین سکتے ہیں، گاڑی چھین سکتے ہیں، پہلے منقولہ چیزیں چھین لی جائیں گی، پھر غیر منقولہ چیزیں چھین لی جائیں گی، فرتج لے لیجئے، واشنگ مشین لے لیجئے اور اس سے بھی قرض ادا نہ ہو تو اس کا گھر لے لیجئے، تو غیر منقولہ جائداد کو دوسرے درجہ میں بیچ کر قرض دینے والا اپنا قرض وصول کر سکتا ہے، مفلس جس کو قرار دیا جاتا ہے اسلامی شریعت میں مفلس وہ ہے جس کے پاس سوائے ایک جوڑے کے کچھ نہ ہو، دادا، والد اور ماں وغیرہ ان رشتہ داروں کو پولیس کے حوالے نہیں کیا جا سکتا ہے، ان کے علاوہ دیگر قرض لینے والوں کو قرض ادا نہ کرنے پر پولیس کے حوالے، جیل خانہ کے حوالے کیا جا سکتا ہے، اگر واقعی اتنی کاہلی اور نظر اندازی کی کیفیت ہو، حقیقت میں امت مسلمہ کو ضرورت ہے غیر سودی بینک قائم کرنے، غیر سودی قرض کی فراہمی کے غیر سرکاری ادارے اپنے بل بوتے پر مسلم فنڈ کے نہج پر قائم کرنے کی ضرورت ہے تا کہ امت کو سود و بیاج سے بچایا جا سکے اور اسلامی معاشی نظام کے قائم کرنے کی طرف اپنے امکانات میں سے ایک قدم آگے بڑھایا جا سکے، اللہ تعالی قرض لینے والوں کے قرضوں کو ادا فرمائیں، اور قرض دینے والوں کو اللہ تعالی خوب برکت دے اور حوصلہ دے۔(۱)

تمرینی سوالات

(۱) قرض کی تعریف، قرض اور دین کا فرق بتائیں۔

(۲) قرض لینے اور دینے کے آداب، شرائط اور وعیدیں ذکر کریں۔

(۳) قرض لینے والا اگر رقم ادا نہ کرے تو اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جا سکتا ہے؟

(۱) مزید اس کے احکامات و مسائل کے لیے ادارہ کی کتاب ''رئیل اسٹیٹ، مسنون اصول تجارت'' کا مطالعہ کیجئے۔

چھٹا درس

لقطہ کی حقیقت اور احکام

سڑک پر، چوراہوں پر، بازاروں میں، ائیرپورٹ پر سامان چھوٹا ہوا ملتا ہے، پڑا ہوا ملتا ہے، اس کے کیا احکام ہیں، لقطہ عربی زبان میں ،المأخوذ من الأرض، زمین سے اٹھائی جانے والی چیز، اور اسلامی فقہ میں لقطہ کی تعریف ہے، المال الضائع من ربه يلتقطه غیرہ، جو مال اپنے مالک سے ضائع ہو چکا ہو اور مالک کے علاوہ کسی نے اٹھالیا ہو، دوسرے کا مال ہمارے لئے بغیر جازت کے حلال نہیں ہے، بغیر خوش دلی کے حلال نہیں ہے، دوسرے کا مال اجازت کے بغیر حلال نہیں ہے۔ لا يحلّ مالِ امرء إلا بطيب نفس منه.(۱)

لقطہ کی تعریف اور حکم:

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سڑک پر جو چیز گری پڑی مل رہی ہے اس کو اٹھالینا افضل ہے، جیسے بتلایا گیا عاریت میں دینا ضروری نہیں ہے، عقد تبرع ہے، اس کا مالک ہے چاہے تو وہ دے، چاہے تو وہ نہ دے، دل میں کوئی برائی اور شکایت نہیں آنی چاہئے کہ میرے مانگنے کے باجود انہوں نے کیوں نہیں دیا، لقطہ کے بارے میں بھی یہی بات ہے کہ ایمان والے کا مال ضائع نہ ہو، اسی لئے اس مال کو اٹھالینا چاہئے، اور اگر آپ اٹھالیں گے، تو مالک تک پہنچانے کی کوشش کریں، کوئی اور اٹھائے گا تو پتہ نہیں وہ کس قسم کا انسان ہوگا۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک تفصیلی حدیث میں فرمایا کہ اگر سونے چاندی کی تھیلی کسی نے پایا ہے، قیمتی سامان پایا ہے، تو حدیث کہتی ہے: اعْرِفْ وِكائَها ووِعائَها

---

(۱) البانی، ت: ۱۴۲۰

وعِفاصَها،(۱) وہ تھیلی کیسی ہے،اور اس تھیلی کی ڈوری کیسی ہے اس کو آدمی اچھی طرح سمجھ لے،اچھی طرح دیکھ لے،ثم عرفها سنة،ایک سال تک اس کی تعریف کرے،تشہیر کرے،ہر زمانہ میں گمشدہ چیز کے اعلان کرنے کا جو سرکاری شعبہ ہے،اشتہار کے جو عصری طریقے ہیں،اخبار میں ڈالے،چینلس(Channels) میں اعلان کروانا،وہاں پر چھوٹا سا پوسٹر(Poster)لگادینا،جو پیسنجر آٹو(Passenger Auto)میں بیٹھا تھا فون نمبر اس کا تلاش کرنا، CCTV کیمرے میں اس کو جانچ لینا،اور بھی جو طریقے عصری اس زمانہ میں ڈیلوپ(Develop)ہوتے جارہے ہیں،اس سے فائدہ اٹھائے آدمی،ایک سال تک اعلان کرے،اگر آپ اعلان نہیں کرپاتے ہیں یا اعلان کرنے کے باوجود وہ نہیں آتا ہے،اب استعمال کرلیجئے،فَإِنْ لَمْ تَعْرِفْ فَاسْتَنْفِقْهَا،(۲)اب جب وہ آئے گا تو وہ سامان آپ اس کو دلا دیجئے یا اپنے پاس بطور امانت کے رکھئے۔وَلْتَكُنْ وَدِيعَةً عِنْدَكَ، فَإِنْ جَاءَ طَالِبُهَا يَوْمًا مِنَ الدَّهْرِ فَأَدِّهَا إِلَيْهِ.(۳)

فقہاءاحناف کے پاس یہ حکم ہے کہ اگر اٹھانے والا مالدار ہے تو پھر وہ بطور امانت کے رکھے گا واپس کردے گا آنے پر، یا اس کا استعمال کرلے گا اور آنے والے کو قیمت دے گا، یا اسے صدقہ کردے گا مالک کی طرف سے،اس نیت کے ساتھ کہ اس کا ثواب اصل مالک کو پہنچے،اور اگر اصل مالک آجائے تو وہ صدقہ اس اٹھانے والے کی طرف سے ہوجائے گا،اور اصل مالک کو پیسے واپس کرنا پڑے گا،اور اگر اٹھانے والا مستحق اور فقیر ہے نادار ہے تو اٹھائی جانے والی چیز کو وہ خود بھی استعمال کرسکتا ہے کہ صدقہ کا ثواب مالک کو مل جائے گا۔

ایک صحابی نے پوچھا کہ فَضالَّة الْغَنَم؟اگر بھٹکنے والی بکری مل جائے تو کیا

---

(۱) جامع ترمذی،حدیث نمبر:۱۳۷۲

(۲) صحیح مسلم،حدیث نمبر:۱۷۲۲

(۳) صحیح مسلم،حدیث نمبر:۱۷۲۲

کرے؟ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کوتو اٹھا ہی لینا چاہیے، سنبھال کر رکھو، اگر تم نہیں سنبھالوگے تو بھیڑیا کھاجائیگا، پوچھنے والے نے کہا کہ اونٹ کا کیا کرنا ہے، **فَضالَّة الْإِبل**؟ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **مَا لَكَ وَلَهَا، دَعْهَا، فَإِنَّ مَعَهَا حِذَاءَهَا وَسِقَاءَهَا، تَرِدُ الْمَاءَ، وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ، حَتَّى يَجِدَهَا رَبُّهَا،**(۱) اونٹ تو کئی دن تک اپنے جسم کا ہی پانی پی کر رہ سکتا ہے، اور اس کے پیر اتنے اچھے ہیں کہ جنگلوں میں چل سکتے ہیں، چشموں پر جا کر پانی پی سکتا ہے، گردن اتنی بڑی ہے کہ درخت سے پتے وہ خود لے سکتا ہے، اسے اٹھانا ضروی نہیں ہے، اس کا مالک تلاش کرتے ہوئے جب کہیں دیکھ لے گا، تو وہ اس کو لیکر چلا جائیگا۔

معمولی چیز اٹھانے کا حکم:

دوسری حدیث یہ بتلاتی ہے کہ معمولی چیز کا اٹھانا ضروری نہیں ہے، یا معمولی چیز کا اعلان کرنا ضروری نہیں ہے، قیمتی چیز تو اٹھالینا افضل ہے، لیکن معمولی چیز کے لئے اعلان نہیں کیا جائے گا، صدقہ کر دیا جائے گا، جس کے بارے میں یہ امید ہے کہ اس کا مالک اس کو تلاش کرنے والا نہیں ہے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے صحابہ فرماتے ہیں:

رَخَّصَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَصَا وَالسَّوْطِ وَالْحَبْلِ وَأَشْبَاهِهِ يَلْتَقِطُهُ الرَّجُلُ يَنْتَفِعُ بِهِ.(۲)

لکڑی، کوڑا اور رسی، اعلان کرنے کے بڑے بڑے اخرجات ہوتے ہیں، تو جو اٹھانے والا ہے اس کے ذمہ میں وہ اخرجات ہوں گے۔

ایک اور حدیث سے اس سلسلہ میں رہبری ہوتی ہے اٹھائے جانی والی چیز حلال نہیں ہے: لَا تَحِلُّ اللُّقَطَةُ. مَنِ الْتَقَطَ شَيْئًا فَلْيُعَرِّفْهُ،(۳) جو کوئی سامان اٹھائے تو ایک سال تک اعلان

---

(۱) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۷۲۲

(۲) سنن ابوداؤد، حدیث نمبر: ۱۷۱۷

(۳) مجمع الزوائد، حدیث نمبر: ۶۸۴۲

کرے، اگر اس کا مالک آئے تو اس کو واپس کردے: فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَلْيَرُدَّهَا إِلَيْهِ، فَإِنْ لَمْ يَأْتِ فَلْيَتَصَدَّقْ بِهَا،(۱) اگر اس کا مالک نہ آئے تو اس کی طرف سے صدقہ کردے، اگر کوئی آدمی آکر کہتا ہے کہ یہ سامان میرا ہی ہے، تو اس کو دینے پر اٹھانے والے کو جبر نہیں کیا جائے گا، واجب نہیں ہے، اگر بینہ قائم کردے تو واجب ہے، جبر کیا جائیگا، قاضی کے پاس انہوں نے مقدمہ دائر کیا اور بتلایا کہ یہ میرا ہی ہے، یہ علامتیں ہیں، اتنی رقم تھی، ایسی تھیلی ہے، قاضی کے پاس کاروائی کے بعد دینا تو واجب ہی ہے، اگر قاضی کے پاس نہیں ہوا تو دینا واجب نہیں ہے، لیکن بہر حال اخلاقی بات یہ ہے کہ جب اطمینان ہو گیا کہ حقیقی مالک یہی ہے تو اس کو اس کا سامان دیدینا چاہئے۔

امام ابوحنیفہؒ کا عجیب واقعہ:

حضرت امام ابوحنیفہؒ کا عجیب واقعہ بطور لطیفہ کے عرض کیا جاتا ہے، حضرت امام صاحب فرماتے ہیں ایک بڑھیا نے مجھے بیوقوف بنادیا، راستہ پر کھڑی ہوئی تھی ایک سامان کی طرف غور کرکے دیکھنے لگی، اس نے کہا اے لڑکے ادھر آؤ، میں گیا اس کے پاس، بڑھیا نے کہا یہ کیا دکھ رہا ہے؟ میں نے اٹھالیا، ٹھیک ہے اس کو مالک تک پہنچادو، اگر میں ہاتھ نہ لگاتا تو مالک تک پہنچانا ضروری نہ ہوتا، لیکن اس نے حیلہ بہانہ سے مجھے پکڑوادیا، اب پہنچانا واجب ہو گیا۔

حضرت تھانویؒ نے ملفوظات میں واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک درہم یا ایک چاول کا دانہ لیکر اعلان کرنے لگا اس کا مالک کون ہے؟ حضرت عمرؓ نے اس کی پٹائی کروائی کہ ایک معمولی چیز کے بارے میں اعلان کر کے لوگوں کو زیادہ حساس بنانا، متوجہ کرنا ضروری نہیں ہے، ایک طرح کا مذاق اور ایک طرح کی بھونڈی حرکت ہے۔

اس زمانہ میں ماشاءاللہ بہت سے آٹو ڈرائیور، کار ڈرائیور، پولیس والے اسلام کی صحیح نمائندگی کرتے ہیں، اور واقعی اس ملک میں پائی جانی والی غلط فہمیاں ختم کررہے ہیں کہ

---

(۱) مجمع الزوائد، حدیث نمبر: ۶۸۴۲

جو لاکھوں کی قیمتی چیز اس کے مالک کو تلاش کر کے پہنچاتے ہیں، اور میڈیا میں ایسے لوگوں کی خبریں آتی ہیں، اور بہت سے مخلصین ایسے بھی ہوں گے جن کی خبریں میڈیا میں نہیں آتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور احادیث میں گمشدہ چیز کو حاصل کرنے کی دعائیں لکھی ہوئی ہیں، ان دعاؤں کا اہتمام کرے، آسان دعا تو یہی ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون، بکثرت پڑھے تو پھر گمشدہ چیز مل جاتی ہے، اور بھی حدیث میں بزرگوں کے معمول میں اس قسم کی چیزیں ہیں ان دعاؤں کا وظیفوں کا اہتمام کرے، وہ گمشدہ چیز مل جاتی ہے۔

تمرینی سوال

(۱) لقطہ کی تعریف اور اس کے مفصل احکام بالتفصیل نکتہ وار بتائیں۔

ساتواں درس

پارٹنرشپ اور انوسٹمنٹ کے مسائل

شرکت اور مضاربت، پارٹنرشپ اور انوسٹمنٹ یہ دو بہت اہم مسئلے ہیں، جتنا ہوسکے آدمی کو انڈیوجول (Individual) کاروبار کرنا چاہئے، اور جتنا ممکن ہو ایزائز (NRIs) کو باہر ملکوں میں، لمبی مدت تک قیام کرکے ہندوستان، پاکستان، بنگلا دیش اپنے وطن کو واپس آنے والے دوستوں کو چاہئے کہ بہت جلد وہ کسی کے ساتھ پارٹنرشپ نہ کرے، طبیعتوں میں امانت اور اعتماد نہیں ہے، جو پیسے لیتا ہے اس کے پاس امانت نہیں ہے، جو پیسے دیتا ہے اس کو اعتماد نہیں ہے، قرآن نے بھی کہا۔

وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَا هُمْ. (۱)

کہ اکثر پارٹنر ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں، اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث قدسی نقل فرمائی۔

"إِنَّ اللهَ يَقُولُ: أَنَا ثَالِثُ الشَّرِيكَيْنِ مَا لَمْ يَخُنْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَإِذَا خَانَهُ خَرَجْتُ مِنْ بَيْنِهِمَا". (۲)

میں دو پارٹنروں میں تیسرا ہوتا ہوں جب تک کہ ایک دوسرے کے ساتھ خیانت نہ کرے، اور جیسے ہی وہ خیانت کر دیتے ہیں تو میں ان دونوں کے درمیان سے نکل جاتا ہوں، اللہ کی مدد ہٹتی ہے کسی گناہ کی وجہ سے۔

---

(۱) ص: ۲۴

(۲) سنن ابوداؤد، حدیث نمبر: ۳۳۸۳، باب فی الشرکۃ

مَا تَوَادَّ اثْنَانِ فَفُرِّقَ بَيْنَهُمَا، إِلَّا بِذَنْبٍ يُحْدِثُهُ أَحَدُهُمَا.(۱)

پارٹنرشپ کے مسائل:

چھوٹی پونجی سے انڈیویجول کاروبار شروع کرنا بہتر ہے، قرض یا پارٹنرشپ لینے کے مقابلہ میں، اور اس زمانہ کی حقیقت یہ ہے کہ لوگ نقصان اٹھانا نہیں چاہتے ہیں، صرف نفع میں حصہ دار بننا چاہتے ہیں، اور شریعت ہرگز یک طرفہ، ایک کے نفع کو چاہتے ہوئے کوئی قانون نہیں بناتی ہے، دونوں شریکوں کا نفع ہو، انوسٹر (Invester) اور محنت کرنے والے پارٹنر دونوں کا نفع ہوتو اس وقت شرکت کہتے ہیں، پارٹنرشپ کہتے ہیں۔

کہ دو شخص ملکر پیسے لگائیں، نفع کی تقسیم پہلے سے ہونی چاہئے کہ جو نفع آئے گا اس میں ۵۰/ پچاس پرسنٹ رہے گا، ۴۰/ چالیس پرسنٹ (Percent) رہے گا، نفع میں یہ شرط ہے کہ ایک خاص رقم طے نہیں کی جانی چاہئے، دونوں نے جتنا پیسہ لگایا اسی تناسب اسی پرسنٹیج سے نفع ہو یہ بھی جائز ہے، ایک کو کم ہو ایک کو زیادہ ہو یہ بھی جائز ہے، دونوں کام کرنا طے ہو یہ بھی جائز ہے، ایک کا کام کرنا طے ہو یہ بھی جائز ہے، اور جس شخص کے لئے کام کرنا طے ہوا ہے وہ پیسہ بھی لگائے گا، اور محنت بھی کرے گا، تو اس کے لئے نفع کا پرسنٹیج آپ زیادہ طے کر سکتے ہیں، لیکن جس شخص نے شرط یہ لگائی کہ میں پیسہ تو لگاؤں گا؛ لیکن کام نہیں کروں گا، اور میں اپنے پیسے کے پرسنٹیج سے زیادہ، نفع وصول کروں گا، میں نے لگائے ہیں، ۶۰/ ساٹھ پرسنٹ، کیپٹل منی (Capital Money)، لیکن میں نفع چاہتا ہوں ۸۰/ اسی پرسنٹ تو یہ جائز نہیں ہے، بالاتفاق جمہور کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

نقصان جب ہوگا تو پہلے اس کو نفع میں سے نقصان کی ریکوری (Recovery) کی جاتی ہے، **وما هلك من مال المضاربة فهو من الربح دون رأس المال**،(۲) دو

---

(۱) مسند احمد، حدیث نمبر: ۵۳۵۶

(۲) الهداية: ۳/ ۲۶۴

آدمیوں نے ملکر ایک، ایک لاکھ روپئے لگائے، کاروبار شروع کیا، نفع بھی ہوا، نقصان بھی ہوا، ایک مرتبہ نقصان ہوگیا، جب نقصان ہوا ایک لاکھ روپئے کا ہوا، تو پہلے نفع میں سے ایک لاکھ روپئے نکالے جائیں گے، اسی لئے پیریڈ (Period) طے ہونا چاہئے کہ ہماری یہ پارٹنرشپ ایک سال کے لئے، دوسال کے لئے پارٹنرشپ طے ہونی چاہئے، چونکہ جب بھی نقصان ہوتا ہے تو پہلے دونوں کے نفع سے نقصان کی ریکوری کی جاتی ہے، پھراس کے بعد اصل پیسے میں سے نقصان کو کاؤنٹ کیا جاتا ہے، ایک لاکھ کا نقصان ہوگیا، لیکن نفع کی کوئی رقم نہیں ہے، تو کیپٹل منی میں سے نقصان کی ریکوری کی جائے گی، پھر محنت کی جائے گی کہ نفع حاصل ہوجائے۔

پارٹنرشپ کب ختم ہوتی ہے؟ جس کے لئے طے کیا گیا تھا وہ کام ختم ہوگیا، یا دو گروپ میں سے کوئی ایک فسخ کرنا چاہے، یا دل پھٹنے سے پہلے عقد شرکت کو ختم کردینا چاہئے، اور ختم کرتے وقت ایک دوسرے کو اطلاع دینا چاہئے، تنفسخ الشركة بفسخ أحد الشريكين ولكن يشترط أن يعلم الآخر بفسخه... الخ، (۱) اور جو سامان ہے اس کو بیچ کر پہلے کیپٹل منی نکالی جائے گی، اور پھراس کے بعد بینیفٹ (Benefit) کے طور پر اس کو تقسیم کیا جائے گا، اگر کئی پارٹنر ہو تو ایک پارٹنر سارے دوسرے پارٹنروں کو اطلاع دیکر اپنا معاملہ ختم کرسکتا ہے، غیر اختیاری طور پر معاملہ ختم ہوجاتا ہے جب ایک پارٹنر کا انتقال ہوجائے، یا وہ پاگل ہوجائے، یا ذہنی صلاحیت باقی نہ رہے، یا اس کو مفلس قرار دے دیا جائے، اس کے ڈوبنے کی وجہ سے اس پر پابندی لگادی جائے۔

مضاربت اور اس کی قسمیں:

دوسرا معاملہ ہے مضاربت کا کہ ایک آدمی پیسے لگاتا ہو، دوسرا آدمی محنت کرتا ہو، ضرب في الارض، سفر کرنے کو کہتے ہیں، مضاربت کے لئے کہ آپ پورا مال، جو

---

(۱) درالاحکام شرح مجلۃ الاحکام لعلی حیدر: ۳/ ۳۹۰

مضارب ہے وہ مالک کے حوالے کردے، تاکہ وہ محنت کرسکے، مضاربت مقرید ہ بھی ہوتی ہے، مطلقہ بھی ہوتی ہے۔

ہم نے آپ کو پیسہ دیا زمین کے کاروبار میں لگانے کے لئے صرف، ہم نے آپ کو پیسہ دیا فروٹ کے کاروبار میں لگانے کے لئے صرف تو یہ مضاربت مضاربت مقیدہ ہے۔

مضاربت مطلقہ جو چاہے آپ کاروبار کیجئے، اسی طرح مضارب کو سفر کے اخرجات وغیرہ وہ سب چیزیں اسی سے نکالی جاتی ہے جو رقم رب المال نے انوسٹر نے اس کو دی ہے، نفع اور نقصان دونوں میں تقسیم ہوگا، اگر نفع ختم ہو چکا ہو تو کیپٹل اور اصل رأس المال میں سے ریکوری کی جائے گی، جیسے شرکت ختم ہوجاتی ہے کسی ایک کے مرنے سے مضاربت بھی ختم ہوجاتی ہے، جب مال دیا جاتا ہے مالک کی طرف سے، انوسٹر کی طرف سے محنت کرنے والے مضارب کو تو یہ مال مالِ امانت ہوتا ہے، اور مضارب امین ہوتا ہے، اور جب وہ کاروبار کرنے لگے مضارب تو اس کی حیثیت وکیل کی ہوتی ہے، اور جب نفع حاصل ہوجائے تو مضارع کی حیثیت شریک اور پارٹنر کی ہوتی ہے، اور جس کو پیسہ دیا گیا وہ کاروبار میں غفلت، بد دیانتی، کوتاہی کرنے لگے تو وہ ضامن بن جاتا ہے کہ جو کچھ نقصان پہنچایا وہ نقصان کے پیسے لا کر دے، اور اگر جب مضارب کوئی ایسی شرط یا کسی ایسے معاملہ کی وجہ سے شرعی طور پر عقد مضاربت جب فاسد ہوجائے تو وہ اجیر بن جاتا ہے، مزدور بن جاتا ہے، جیسے انہوں نے کہہ دیا کہ بہر صورت آپ مجھے ۱۰۰۰۰ / دس ہزار روپئے دینا، تب یہ مضارب نہیں ہے، اجیر ہے، ایسے آدمی کی جو تنخواہ بازار میں دی جاتی ہے وہ تنخواہ اس کو دی جانی چاہئے۔

دیکھئے باپ کے ساتھ بیٹا دوکان میں کام کررہا ہے، بڑے بھائی کے ساتھ چھوٹا بھائی دوکان میں کام کررہا ہے، یہاں شرکت کے مسائل علماء سے اچھی طرح پوچھ لینا چاہئے، اور ملکیت کا امتیاز رکھنا چاہئے کہ کس کا کہاں تک ہے؟ بیٹا ساتھ میں ہے تو بطور محبت کے ساتھ میں ہے، کاپریٹ کرنے کے لئے، یا بطور امپلائی اور اجیر کے ساتھ میں ہے، یا بطور پارٹنر کے ساتھ میں ہے اس کو کلیر کرنا چاہئے، آئندہ خاندانوں کے اندر تاکہ الجھن پیدا نہ ہو، کافر کے

ساتھ پارٹنرشپ کی کی جاسکتی ہے،وہ اپنے مذہب پر چلے گا آپ اپنے مذہب پر چلیں گے،لیکن شرط یہ ہے کہ دھوکہ،چوری وغیرہ کا مال نہ لائے،حرام مال والے کوآپ شریک نہ کرے،اگرشریک کیا ہے آپ نے تو اس کا جتنا مال ہے اس کا نفع حرام ہوگا،اوراس کو چاہئے کہ حرام نفع بغیر ثواب کی نیت سے صدقہ کردے۔

اوراسی طریقہ سے جب آدمی کو محسوس ہو کہ کاروبار بگڑنے کی طرف جارہا ہے تو پورا ڈوبنے سے پہلے بیٹھک کرلینا چاہئے تاکہ پورا کاروبار نہ میرے ہاتھ میں آئے اور نہ دوسرے کے ہاتھ میں آئے اس سے بہتر ہے کہ کسی ایک کے ہاتھ میں آجائے،تجربہ کی بات یہ ہے اکاؤنٹینٹ بیچ میں رکھا جائے،محاسب اور منشی بیچ میں رکھا جائے،تاکہ وہ محاسب اور منشی دونوں کے لئے کھاتہ کھلا رکھے،دونوں کو اعتماد میں لیکر چلے،ورنہ کسی کے بارے میں بھی بدگمانی کا آجانا بہت زیادہ نقصان دہ ہے،اور اختیارات طے ہونے چاہئے دونوں شریکوں کے،ظاہر ہے کہ امیر تو ایک ہوگا تجربہ کار؛لیکن اسے چاہئے کہ اپنے اختیارات کو استعمال کرنے میں ضرور مشورہ کا تعلق رکھے دوسرے شریک کے ساتھ،دوسرے انوسٹر کے ساتھ،تاکہ تعلقات میں کشیدگی پیدا نہ ہو،بدمزگی پیدا نہ ہو،آئندہ کاروبار خدانخواستہ ناکامی کی طرف جائے تو ان کے علیحدہ ہونے کا ذریعہ نہ بنے،اللہ تعالیٰ حق حلال کی کمائی ہمیں عطا فرمائے۔

تمرینی سوالات

(۱) پارٹنرشپ اوراس کے مسائل کو ۱۰؍سطروں میں سمجھائیں۔

(۲) مضاربت کسے کہتے ہیں؟ کیا شرائط ہیں؟ ۱۰؍سطروں میں لکھیں۔

آٹھواں درس

عاریت کی حقیقت اور اس کے احکام

چند فقہی اصطلاحات ہیں، بلا عوض کسی چیز کے نفع کا مالک بنانا یہ عاریت کہلاتا ہے، گاڑی استعمال کرنے کے لئے دی، کرائے کے بغیر مکان رہنے کے لئے دیا، چولہا، برتن استعمال کر کے واپس کرنے کے لئے کہا یہ عاریت پر دینا ہے، بغیر کسی کرائے کے چیز کے نفع کا مالک بنانا۔

دوسری اصطلاح ہے اجارہ اور کرائے داری، عوض لیکر نفع کا مالک بنانا، آپ اس مکان کے رہائش کا نفع اٹھایئے لیکن آپ کرایہ بھی دیجئے، تو عوض لیکر نفع کا مالک بنانا اس کو اجارہ اور کرائے داری کہتے ہیں۔

تیسری چیز اصل چیز کا بغیر عوض کے مالک بنا دینا، چیز کے نفع کا نہیں، اصل چیز کا مالک بنا دینا بغیر عوض کے، اسے ہدیہ کہا جاتا ہے کہ میں نے آپ کو اس پین (Pen) کا مالک بنا دیا، اس قلم کا مالک بنا دیا، قیمت نہیں چاہئے، بدلہ نہیں چاہئے، یہ ہدیہ ہے، اصل چیز کا بغیر عوض مالک بنانا، اور کسی چیز کا عوض لیکر مالک بنانا یہ بیع ہے، کسی چیز کا عوض لیکر مالک بنانا، یہ گھر کا میں نے آپ کو مالک بنا دیا، قیمت لیکر تو یہ خرید و فروخت ہے، مالک بنا دیا قیمت لئے بغیر تو ہدیہ ہے، گھر کا مالک نہیں بنایا بلکہ رہنے کے نفع کا مالک بنایا، بغیر کرائے کے تو یہ عاریت ہے، کرایہ لیا تو اجارہ ہے، تو عاریت کی تعریف فقہی اعتبار سے، تمليك المنافع بغير عوض، منافع کا مالک بنانا بغیر کسی عوض کے، پین (Pen) کے نفع کا مالک بنانا، کپڑے کے نفع کا مالک بنانا، یہ شیروانی لیجئے استعمال کر کے واپس کر دیجئے، تو پہننے کے نفع کا مالک بنا دیا گیا، یہ عقد عاریت ہے۔

اس میں ایک معیر ہوتا ہے،جس نے اپنا مال آپ کو استعمال کے لئے دیا مُعیر کہلاتا ہے،اور مُستعیر کہا جاتا ہے جو عاریت پر لے رہا ہے،نمبر تین جو چیز عاریت پر لی جاتی ہے اس کو شئ مُعار یا شئ مُستعار کہا جاتا ہے،قرآن کریم میں اس کا تذکرہ ہے،أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ،ایک شخص کی بدکاری کا،فسق کا ذکر کرتے ہوئے قرآن نے کہا،وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ،کہ وہ ماعون روک دیتا ہے،یعنی جو چیز انسانی ضرورت کی ہے اور جو چیز زیادہ مہنگی نہیں ہے وہ بھی انسانوں کو ضرورت پوری کرنے کے لئے نہیں دیتا ہے،نمک بھی روک دیتا ہے،کنویں سے پانی لینے کو بھی روک دیتا ہے،یہ مذموم حرکت ہے،یہ ناپسندیدہ عادت ہے قرآن نے کہا۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث ہے:

على اليد ما أخذت حتى تؤ ديه(۱)

جو چیز لی گئی ہے وہ اسی کے ذمہ میں رہے گی،یہاں تک کہ وہ مالک کو واپس کردے۔

دوسری حدیث میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،العارية مؤداةٌ،(۲) کہ جو چیز عاریت پر لی جاتی ہے وہ ضرور ادا کی جاتی ہے۔

عاریت کی شرائط:

عاریت پر مثلی چیزیں بھی لی جاسکتی ہیں،قیمی چیزیں بھی لی جاسکتی ہیں: (۱) پہلی شرط یہ ہے کہ جو عاریت پر دینے والا ہو وہ اہل ہو سمجھدار ہو،(۲) اور جو مستعیر عاریت پر لینے والا ہو وہ بھی اہل ہو،(۳) نمبر تین جو چیز عاریت پر دی جارہی ہے اس کا نفع مباح ہو،کوئی درخت دیدیا گیا جس سے شراب نکلتی ہے کہ آپ استعمال کر کے واپس دیجئے،تو اس کا نفع تو حرام ہے،ایسی چیز عاریت پر نہ دی جاسکتی ہے،نہ لی جاسکتی ہے،تو عین معارہ عاریت

---

(۱) مشکوٰۃ:۲۵۵

(۲) اخرجہ ابوداؤد،حدیث:۳۵۶۵

پر دی جانے والی چیز کا نفع مباح ہو، حلال ہو، چوتھی شرط یہ ہے کہ جو چیز عاریت پر دی جا رہی ہے، اس کو باقی رکھتے ہوئے نفع حاصل کرنا ممکن ہو، مع البقاء انتفاع ممکن ہو، اس چیز کو باقی رکھتے ہوئے نفع اٹھانا ممکن ہو۔

عاریت کے لئے ضروری ہے کہ جس شخص نے عاریت پر لیا ہے وہ قبضہ کرلے، اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس چیز کو جیسے استعمال کیا جاتا ہے ویسے ہی وہ استعمال کرے، گاڑی ہم نے چلانے کے لئے دی، بجائے چلانے کے حسب معمول ریسنگ کرنے لگ جائے، بجائے چلانے کے اگلا پچھلا ٹایر اٹھانے لگ جائے، تو اگر کوئی حادثہ پیش آجاتا ہے تو جس نے عاریت پر لیا ہے اس پر جرمانہ واجب ہوگا، مال عاریت مال امانت ہے عاریت پر لیا جانے والا سامان امانت ہے، اگر وہ ضائع ہوتا ہے، بغیر کسی تعدی کے ہلاک ہوتا ہے تو عاریت پر لینے والے پر اس کا جرمانہ واجب نہیں ہوتا، لیکن اگر اس نے تعدی کی اگر جیسا استعمال کرنا چاہئے ویسا استعمال نہیں کیا، بے ڈھگنے پن سے استعمال کیا تو پھر اس کے ذمہ میں اس کا جرمانہ لازم ہے۔

اگر وہ مثلی (وہ چیز جس کا مثل بازار میں ہو، جیسے کتاب) چیز ہے تو اس کا مثل لانا واجب ہے، اگر وہ قیمی (وہ چیز جس کا مثل بازار میں نہ ہو، جیسے بکری) چیز ہے تو اس کی قیمت لانا واجب ہے، جیسے بکری وغیرہ بطور عاریت کے لئے تھا وہ مرگئی، تو یہ چونکہ ذوات القیم میں سے ہے تو اس کی قیمت لاکر دیجئے، اور اگر گاڑی خراب کردی تو وہ ذوات الامثال میں سے ہے، اگر اس کو نقصان پہنچایا ہے، تعدی کی ہے، اپنے غلط استعمال کرنے کی وجہ سے تو ویسی ہی دوسری گاڑی لاکر دینا پڑے گا، عقد عاریت عقد غیر لازم ہے، یاد رہنا چاہئے، لازم نہیں ہے، اگر عاریت پر دینے والے کا انتقال ہوگیا عاریت پر لینے والے کا انتقال ہوگیا یا عاریت پر دینے والے نے مانگ لیا، تو عاریت پر لینے والے کو چاہئے کہ وہ سامان واپس کردے، پوچھنے کے باوجود اگر واپس نہیں کرے گا، بلا کسی عذر کے، تو پھر مستعیر پر تاوان بھی لازم ہوگا، وہ چیز مضمون ہوجائیگی، حضرت نبی پاک ﷺ نے حضرت صفوان ابن امیہ سے زرہ بطور عاریت کے لی

تھی: عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَارَ مِنْهُ يَوْمَ حُنَيْنٍ أَدْرَاعًا. (١)

اور ایک موقع پر حضرت ابو طلحہؓ کے لئے گھوڑا دوسرے سے بطور عاریت کے لیا ہے۔

فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ. (٢)

عاریت مقیدہ و مطلقہ:

عاریت مقیدہ بھی ہوتی ہے، مطلقہ بھی ہوتی ہے، گاڑی آپ کو دی گئی، مکان آپ کو دیا گیا استعمال کے لئے کہ آپ ہی رہئے، کسی اور کو مت دیجئے، آپ کے گھر کے لوگ ہی استعمال کریں، فلانہ، فلانہ ڈرائیور ہی استعمال کرے، کوئی تیسرا استعمال نہ کرے، شہر میں ہی آپ چلائیں، شہر کے باہر آپ نہ چلائیں، فلانی اسپیڈ میں چلائیں، اس سے زیادہ اسپیڈ میں نہ چلائیں، اتنے کلومیٹر پر دھیان سے آیل بدل لینا، تو یہ عاریت مقیدہ ہے، عاریت مقیدہ میں جو شرائط لگائے گئے اس کی رعایت کرنا چاہئے۔

ایک عاریت مطلقہ ہے، آپ کو سامان دیدیا گیا آپ دوسرے کو بھی دے سکتے ہیں، آپ جیسا مناسب ہو استعمال کرنا اس چیز کو بگاڑے بغیر استعمال کر سکتے ہیں، تو یہ عاریت مطلقہ ہے، ہمارے گھروں کے اندر عورتیں ایک دوسرے کا سامان استعمال کرتی ہیں، فوراً واپس نہیں کرتی، زیور استعمال کرلیا، لیکن فوراً واپس نہیں کیا، شادیوں کے موقع پر ایک دوسرے کا مکان استعمال کرلیا، کاریں استعمال کرلیں، لیکن عاریت کے احکام کی جو رعایت ہے وہ رعایت نہیں ہو پاتی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں معاملات کی صفائی سیکھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

---

(١) مسند احمد، حدیث نمبر: ٢٧٦٣٤

(٢) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ٢٨٦٢

تمرینی سوالات

(۱) عاریت اور اجارہ کی تعریف مع مثال لکھیں۔

(۲) عاریت کی شرائط، حکم اور قسمیں بتائیں۔

(۳) مثلی اور قیمی کا مطلب بتائیں، نیز بتائیں کہ عاریت، مال امانت ہونے کا مطلب کیا ہے؟

نواں درس

رہن کے مسائل اور احکام

رہن عربی زبان کا لفظ ہے،اس کے معنی الحَبْس روکنے کے آتے ہیں، كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ، (١)قرآن کریم میں اللہ تعالی نے رہن کا تذکرہ کیا ہے،وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَى سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَقْبُوضَةٌ،(٢) کہ اگر تم سفر پر ہو اور قرض کا لین دین ہو جائے لکھنے والا کوئی موجود نہ ہو تو جس کو تم نے قرض دیا ہے اس سے تم رہن لے سکتے ہو،فقہ میں رہن کی تعریف ہے: **مَا يَجعَلُه الشخصُ وثيقةً لِلدَّين في ذِمَّة الآخر.**(٣)

رہن وہ سامان ہے جس کو کوئی شخص بطور دستاویز یا بطور اطمینان کے رکھتا ہے،اور اس قرض کے بدلہ میں جو رہن رکھنے والے کے ذمہ میں ہے دوسرے کو دینا،آپ دوسرے کو پیسے دینا ہے اس کے اطمینان کے لئے آپ کوئی چیز اس کے پاس رہن رکھ رہے ہیں۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودی سے غلہ خریدا،آپ کے پاس قیمت نہیں تھی،تو آپ نے اپنا لوہے کا لباس جسے اردو زبان میں درع کہتے ہیں،حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اس کے پاس رکھوا دیا۔

اشتراه رسول الله صلي الله عليه وسلم من يهودي طعاما ورهنه درعه.(٤)

ایک شخص ہوتا ہے جس کو راہن کہتے ہیں،رہن رکھنے والا،اس کو مدیون اور مقروض

---

(١) مدثر:٣٨

(٢) البقرۃ:٢٨٣

(٣) کتاب فقہ المعاملات:١/٦٠٧

(٤) صحیح بخاری،حدیث نمبر:٢٥١٣

بھی کہا جاتا ہے، اس لئے کہ رہن وہ رکھتا ہے جس نے قرض لیا ہے، دوسرا شخص مرتہن جس کے پاس رہن رکھا جائے، اس کو آپ مقرض بھی کہہ سکتے ہیں، دائن بھی کہ سکتے ہیں، جو رہن لیتا ہے وہ قرض دینے والا ہوتا ہے، تیسری اصطلاح شئے مرہون یعنی جو چیز بطور رہن کے رکھی جائے، چونکہ یہاں پر مقصود قرضہ وصول کرنے کو یقینی بنانا ہے، اور اس قرضہ کو ڈبونے کا خطرہ ختم کرنا ہے، کم کرنا ہے، قرض لینے والے پر دباؤ باقی رکھنا ہے، اس لئے یہ رہن لیا جاتا ہے، لیکن شئے مرہون سے، رہن رکھی جانے والی چیز سے قرض دینے والا فائدہ نہیں اٹھا سکتا ہے، **كُلُّ قَرضٍ جَرَّ مَنفَعَةً فهُو رِباً**،(۱) رہن رکھی جانے والی چیز راہن کی ملکیت ہی ہوتی ہے، رہن رکھنے والے کی ملکیت ہی ہوتی ہے، قرض لینے والے کی ملکیت ہی ہوتی ہے۔

رہن کے طریقے:

ایک شخص نے دوسرے سے 10,00,000 ر دس لاکھ روپئے قرض لیا، اور اپنا مکان رکھ دیا بطور رہن کے، قرض دینے والے کے پاس، اب یہ مالک تو قرض لینے والا ہی ہے، لیکن بطور امانت کے قرض دینے والے کے پاس یہ جائداد رہے گی، جب قرض لینے والا دس لاکھ کا قرض ادا نہیں کرے گا، تو یہ دس لاکھ کا مکان بیچ کر، 15,00,000 ر پندرہ لاکھ کا مکان بیچ کر قرض دینے والا اپنا قرض وصول کرلے گا، اگر رقم بچتی ہے تو اس گھر کے مالک کو واپس کردے گا، قرض لینے والے کو واپس کردے گا۔

حدیث میں ہے، له غنمه وعليه غرمه،(۲) کہ جو شخص رہن رکھ رہا ہے، اس کی آمدنی سے فائدہ بھی وہ ہی اٹھائے گا، اور اس کے اخرجات بھی وہ ہی اٹھائے گا، بطور رہن کے بکری کو رکھا گیا، اس کے چارے کے اخرجات بھی رہن رکھنے والا اٹھائے گا، اس کا دودھ بھی رہن رکھنے والا فائدہ اٹھائے گا، ایسا نہیں ہے کہ جس کے پاس بطور رہن کے بکری رکھ دی گئی

(۱) سنن کبریٰ للبیہقی، حدیث: ۱۰۷۱۵

(۲) سنن الدارقطنی: ۲/ ٦١٧

قرض دینے والے کے پاس اس کو اس بکری کا دودھ وغیرہ پینا جائز نہیں ہے، قرض پر نفع اٹھانے کا تصور اسلام میں نہیں ہے، قرض صرف اللہ کے واسطے، ثواب حاصل کرنے کے ارادے سے اپنی آخرت بنانے کے جذبہ سے ہی قرض دیا جاتا ہے۔

ہمارے علاقوں کے اندر ایک طریقہ رائج ہے کہ ایک شخص کو 1000000 / دس لاکھ روپئے کی رقم کی ضرورت ہے، وہ شخص اپنا مکان بیچنا نہیں چاہتا، اس کے پاس جائداد موجود ہے، اس کے پاس سونا موجود ہے، بیچنا نہیں چاہتا، حلال طریقہ، صاف طریقہ یہی ہے کہ مکان بیچ کر 1000000 / دس لاکھ روپئے حاصل کرلیجئے، سونا بیچ کر رقم حاصل کرلیجئے، لیکن دنیا کی محبت اور مکان سے دلی لگاؤ، کی وجہ سے لوگ کسی دوسرے شخص سے کہتے ہیں کہ آپ ہمیں 1000000 / دس لاکھ روپئے دیجئے، اور یہ مکان بطور رہن کے آپ لے لیجئے، دوکانیں چلتی ہیں رہن سینٹرس کی، آپ یہ سونا رکھ لیجئے اور ہمیں 1000000 / دس لاکھ دیجئے، یہ دس لاکھ روپئے لے لیتے ہیں، اور دس لاکھ روپئے دینے والا اس مکان کو استعمال کرنے لگ جاتا ہے، یا سونا رکھنے والا اس قرض پر سود لگانے لگ جاتا ہے۔

واضح ہے کہ جس نے دس لاکھ روپئے دئے ہیں اور مکان لیا ہے، وہ مکان بطور رہن کے لیا ہے، اور رہن کے مکان سے وہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا ہے، اور وہ رہ کر اس مکان کو استعمال کر کے گویا اپنے دس لاکھ روپئے کے اوپر اس مکان کا کرایہ بطور انٹرسٹ کے سود کے وصول کر رہا ہے، اس مکان کا کرایہ ہے ماہانہ 5000 / پانچ ہزار روپئے، اگر یہ قرض دینے والا مکمل 5000 / پانچ ہزار روپئے قرض لینے والے کو کرایہ ادا کرتا ہے تب تو جائز ہے، لیکن اگر وہ کرایہ ادا نہیں کرتا یا کم کرایہ ادا کرتا ہے تو وہ 5000 / پانچ ہزار روپئے گویا 1000000 / دس لاکھ پر سود وصول کر رہا ہے، اس رہن کے مکان کو استعمال کر کے، یہ روش بند ہونی چاہئے، چونکہ قرض دینے والا حقیقت میں کرایہ ادا کرنا نہیں چاہتا ہے، حلال طریقہ یہ بھی تھا کہ میں نے آپ کو جو دس لاکھ دیا ہے، ہر مہینہ میں آپ کے مکان میں رہ رہا

ہوں اس لئے پانچ ہزارروپئے کرایہ کے مائنس کرتے رہوں گا، اوراسی حساب سے آپ پیسے واپس کیجئے، لیکن یہ طریقہ لوگ نہیں مانتے ہیں، سودخوری سود کا لینا دینا ہی اس معاملہ کی حقیقت ہے، اس سے بچا جانا چاہئے۔

سوچنا چاہئے کہ جو شخص دس لاکھ روپئے دیکر مکان رہن پر لے رہا ہے اور جو شخص دس لاکھ روپئے لیکر مکان رہن پر دے رہا ہے تو آپ ویسے ہی دس لاکھ روپئے کے مقروض ہیں، مثلاً یہ مکان بھی دس لاکھ روپئے کا ہی ہے، تو آپ تو اس مکان کے حقیقت میں مالک نہیں ہے، لیکن حرام سے بچنے کا شوق نہیں ہے، اللہ کی ناراضگی سے بچنے کی فکر نہیں ہے، یہ معاملہ رواج پاتا جارہا ہے۔

قرض لیا گیا تھا دس لاکھ روپئے، مکان رہن پر رکھا گیا آٹھ لاکھ روپئے کا، تو اگر وہ چیز ضائع ہوجاتی ہے اس کی کسی زیادتی کی وجہ سے، مرتہن کی زیادتی کی وجہ سے تو یہ کہا جائیگا آپ کے آٹھ لاکھ وصول ہوگئے، اور دو لاکھ لے لیجئے۔

1500000 / پندرہ لاکھ روپئے کا مکان رکھا، اور اس کی اپنی غلطی سے وہ مکان ضائع ہوگیا، تو یہ سمجھا جائے گا کہ 1000000 / لاکھ روپئے کا قرض وصول ہوگیا، اور 500000 / پانچ لاکھ روپئے امانت تھے وہ ضائع ہوگئے، تو اس سلسلہ میں شرعی مسائل کی رعایت کرنی چاہئے، اور اپنے رواج کو بدلنے سے سہولت ہوتی ہے حرام سے بچنے میں۔

ایسا بھی تو ہوسکتا ہے کہ مثلاً آپ نے 1000000 / دس لاکھ روپئے قرض لیا، اور دس لاکھ روپئے کا مکان انہیں بیچ دیا، کہ جس وقت مجھے آئندہ پیسے آجائیں گے، آپ اگر بیچنا چاہیں گے اس وقت کا جو ریٹ ہوگا تو ہم اس وقت خرید لیں گے، مقدر کا ہوگا تو وہ ہی خرید لیں گے، مقدر کا نہیں ہوگا تو کوئی اور خرید لیں گے، اس سے بہتر اللہ ہمیں دیے گا، ہم حرام سے بچنے کے لئے اس گھر کو چھوڑ رہے ہیں، تو آپ مکان بیچ ہی دیجئے، اور بیچ کر دس لاکھ روپئے کی رقم حاصل کرلیجئے، اپنی ضرورت پوری کیجئے، بات وہی ہے کہ جب تک نگاہ آدمی کی حرام سے ہٹتی نہیں ہے حلال دروازہ کھلتا نہیں ہے، حلال دروازہ کھلنے میں اسی لئے دیری ہورہی

ہے کہ ہماری نگاہ حرام سے نہیں ہٹی ہے، اللہ صحیح عقل وفہم ہمیں عطا فرمائے۔(۱)

تمرینی سوالات

(۱) رہن کی تعریف، رہن کا مقصد اور اس کی ضرورت بتائیں۔

(۲) رہن کے جائز ناجائز طریقے بتائیں۔

(۳) کیا شئی مرہون سے فائدہ اٹھانا جائز ہے؟ اور کیوں؟

---

(۱) رہن کے مسائل پر تفصیلی مطالعہ کرنے کے لیے ادارہ کی کتاب ''سود احکام ومسائل'' کا سہارا لیجیے۔

دسواں درس

ہدیہ کی حقیقت اوراس کے احکام

ہدیہ،تحفہ،عطیہ،منحہ دیا جانا انسانی تہذیب میں عام ہےقرآن کریم میں تذکرہ ہے حضرت بلقیس نے حضرت سلیمانؑ کو جب انہوں نے اسلام کی دعوت انہیں دی،تو اس وقت امتحان لینے کے لئے ان کے مزاج کو جاننے کے لئے کہ واقعی سلیمان ہدیہ چاہتا ہے یا ہدایت چاہتا ہے،دولت چاہتا ہے یا اسلام چاہتا ہے، پرکھنے کے لئے یہ طریقہ اپنایا کہ ہدیہ بھیجا۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيطَانِ الرَّجِيمِ .. بسم الله الرحمن الرحيم

وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ(۱)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو ایک دوسرے سے محبت بڑھے گی۔**تَهادوا تحابوا.**(۲)

دوسری حدیث میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:، ہدیہ کا لین دین دلوں کے میل کچیل کو ختم کر دیتا ہے،ایک دوسری حدیث میں بھی کہا گیا،دل کے میلے پن کو ختم کر دیتا ہے۔**تُذهِبُ الضَّغائن.**(۳)

تیسری حدیث حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے:

وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِينَ فِيَّ....... الخ(۴)

---

(۱) النمل:۳۵

(۲) صحیح بخاری،حدیث نمبر:۵۹۵

(۳)التلخيص الحبير، كتاب الهبة:۳/۱۵۲

(۴) سنن احمد،حدیث نمبر:۲۲۰۳۰

کہ میری محبت ان لوگوں کے لئے واجب ہو جاتی ہے، جو ایک دوسرے پر میرے لئے خرچ کرتے ہیں، بہت سے واقعات ہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہدیہ دینے اور ہدیہ لینے کے سلسلہ میں۔

ہدیہ اور رشوت میں فرق:

ہدیہ اور رشوت میں کیا فرق ہے؟ نیت کا فرق ہے، ہدیہ محبت میں اللہ ہی کے لئے دیا جاتا ہے اور رشوت کسی حق کو باطل یا باطل کو حق بنانے کے لئے دیا جاتا ہے، واجبی ذمہ داری ہے، نوکری کا حصہ ہے، اس کے باوجود اوپر سے مٹھائی کے ڈبے دینے پڑے، لفافے دینے پڑے تو یہ رشوت ہے ہدیہ نہیں ہے۔

ہدیہ اور صدقہ میں فرق:

ہدیہ اور صدقہ میں کیا فرق ہے؟ ہدیہ دو برابر کے لوگوں میں دیا جاتا ہے اور صدقہ بڑے کی طرف سے چھوٹے کو دیا جاتا ہے، ہدیہ میں بدلہ اور عوض مل سکتا ہے، ہوسکتا ہے، لیکن صدقہ میں کوئی بدل نہیں ہوسکتا، چونکہ صدقہ صرف رضائے الٰہی کے لئے دیا جاتا ہے، حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا، كان يقبل الهبة ويثيب عليها،(۱) کہ آقا ہدیہ قبول کرتے اور اس کا بدلہ عنایت فرماتے، بدلہ دیا جانا چاہئے، ہدیہ قبول کرنا بھی شرائط کے ساتھ ہے، انکار کرنا بھی شراط کے ساتھ ہے، شرط یہی ہے کہ ہدیہ ہو رشوت نہ ہو، قاضی کو اگر پہلے سے کوئی ہدیہ نہیں دیتا تھا، قاضی بننے کے بعد، جج بننے کے بعد ہدیہ دیا جانے لگے تو وہ بھی ہدیہ نہیں ہوتا ہے، رشوت ہی ہوتی ہے۔

ابن اللطیبہ کا واقعہ احادیث میں ہے، انہوں نے زکاۃ وصول کیا اور آ کر کہا یہ میرا ہے، اور یہ بیت المال کا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت ناراض ہو گئے، اور آپ نے فرمایا اپنے ماں اور باپ کے گھر بیٹھا جاتا اور دیکھ لیتا کہ کون ہدیہ لا کر دیتا ہے۔

---

(۱) صحیح بخاری، حدیث: ۲۵۸۵

فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ: هَذَا لَكُمْ، وَهَذَا لِي، أُهْدِيَ لِي، قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَحَمِدَ اللهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَقَالَ: " مَا بَالُ عَامِلٍ أَبْعَثُهُ، فَيَقُولُ: هَذَا لَكُمْ، وَهَذَا أُهْدِيَ لِي، أَفَلَا قَعَدَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ، أَوْ فِي بَيْتِ أُمِّهِ، حَتَّى يَنْظُرَ أَيُهْدَى إِلَيْهِ أَمْ لَا؟(۱)

مطلب ہدیہ جو دیا جارہا ہے وہ بیت المال کی طرف سے زکاۃ وصول کرنے کے لئے آنے پر دیا جارہا ہے تاکہ وصول کرنے والا رو، رعایت کا معاملہ کرے، تیسری چیز ہدیہ حرام چیز نہ ہو، شراب وغیرہ، ناجائز گوشت نہ ہو، چوتھی شرط حرام مال بھی نہیں ہونا چاہئے۔

حضرت مغیرہؓ حدیبیہ کے موقع پر انہوں نے مال پیش کیا اور وہ ایک ناجائز کمائی کا تھا، زمانۂ جاہلیت وغیرہ میں، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واپس کردیا، بدلہ لینے کے ارادے سے نہیں میں ہدیہ دے رہا ہوں تاکہ آپ مجھے ہدیہ دیدیں، جتلانے کا جذبہ نہ ہو، جنت میں داخل نہیں ہوگا، اللہ تعالی محبت اور کرم کی نظر سے نہیں دیکھیں گے۔

اولاد میں جب آدمی ہدیہ دے، گفٹ کرے، تحفہ دے تو برابری کرنا ضروری ہے، ظلم نہ کرے، اسی کے سلسلہ میں یہ بات بھی کہی جاسکتی ہے، کہ بہوؤں میں بھی برابری کرے، پوترے، نواسوں میں بھی برابری کرے، بغیر دل کے سوال کے، زبان کے سوال کے وہ ہدیہ ہو، دل کا سوال ہوتو بے برکتی ہوتی ہے، زبان کا سوال ہوتو بھی بے برکتی ہوتی ہے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاف حدیث ہے۔

ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ ہدیہ سماجی دباؤ میں نہ ہو، ولیمہ میں جارہے ہیں، وہ استری دے رہے ہیں، اگر میں واشنگ مشین نہ دوں تو میری عزت کیا رہے گی؟ فلانے عقیقہ میں آرہے ہیں، اور وہ ایک تولہ سونا دے رہے ہیں، میں آدھا تولہ بھی نہ دوں تو میری ناک کیا رہے گی؟ سماجی دباؤ، اخلاقی دباؤ نہ ہوتو وہ ہدیہ ہے، وضاحت کردینا چاہئے کہ برتن میں کی

---

(۱) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۸۳۲

چیز ہدیہ ہے یا برتن بھی ہدیہ ہے، جس آدمی نے آپ سے قرض لیا ہے اور آپ کا مقروض ہے، قرض لینے سے پہلے وہ آپ کو ہدیہ دینے کا معمول نہیں تھا اب وہ آپ سے قرض لینے کے بعد ہدیہ دے رہا ہے، تو اس کے بارے میں ڈر ہے کہ یہ ہدیہ نہ ہو بلکہ سود ہی ہو، اس لئے کہ وہ قرض لینے کے بعد آپ کو دے رہا ہے، قرض لینے سے پہلے اس کا معمول نہیں تھا، كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ وَجْهٌ مِنْ وُجُوهِ الرِّبَا.(۱)

گیارہویں شرط یہ ہے کہ ہدیہ دینے والا شخص دوسروں کا مقروض نہ ہو، جب آپ دوسروں کے قرضوں کے نیچے دبے جارہے ہیں تو آپ وہاں کا قرض پہلے ادا کیجئے، بعد میں سے ہمیں ہدیہ لاکر دیجئے، سفارش کی کہیں پر، رکویسٹ (Request) کردیا کہیں، جائز طور پر سفارش کی ہے اس کے عوض اور ہدیہ کے طور پر، تحفہ کے طور پر کوئی چیز پیش کی جاتی ہے تو وہ بھی رشوت ہی ہے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث ہے:

مَنْ شَفَعَ لِأَخِيهِ بِشَفَاعَةٍ، فَأَهْدَى لَهُ هَدِيَّةً عَلَيْهَا فَقَبِلَهَا، فَقَدْ أَتَى بَابًا عَظِيمًا مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا.(۲)

کہ وہ سود کے دروازوں میں ایک دروازہ میں داخل ہوگیا، ہدیہ کے کمپلیٹ (Complete) ہونے کے لئے قبضہ کرنا ضروری ہے، قبضہ نہ ہو تو ہدیہ انکمپلیٹ (Incomplete) رہ جاتا ہے، ایجاب وقبول کے بعد میں نے دے دیا آپ نے قبول کیا ہدیہ، لیکن قبضہ نہیں کیا تو ہدیہ نامکمل رہ گیا ہے۔

کافر کا ہدیہ قبول کرنا:

کافر کا ہدیہ قبول کیا جاسکتا ہے، اور کافر کو ہدیہ دیا بھی جاسکتا ہے، حضرت اسماءؓ نے

---

(۱) سنن بیہقی، حدیث نمبر: ۱۹۷۱

(۲) سنن ابوداؤد، حدیث نمبر: ۳۵۴۱

اپنی کافر والدہ کا اکرام کیا، حضرت عمرؓ نے ایک قیمتی جوڑا مکہ مکرمہ کے ایک مشرک بھائی کو حوالہ کردیا، قرآن بھی کہتا ہے ,أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا،(۱) کافر کو ہدیہ دیا جاسکتا ہے، اور کافر کا ہدیہ لیا جاسکتا ہے، حضرت ابراہیمؑ نے مصر کے بادشاہ کے ہدیہ کو قبول کیا، لیکن مسئلہ آتا ہے ہمارے ملک کے اندر مشرکانہ تہواروں کے موقع پر دیا جانے والا ہدیہ، اگر پیک کی ہوئی مٹھائی ہے تو قبول کرنا جائز ہے، چڑھاوے کی نہیں ہے قبول کرنا جائز ہے، ہدیہ قبول کرنا مستحب ہے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے اگر بکری کی ایک ٹانگ کی طرف بھی بلایا جائے تو میں اس کو قبول کرلوں گا، حضرت انسؓ نے خرگوش کا گوشت پیش کیا، حضرت بریرہؓ نے کے پاس صدقہ کا گوشت آیا انہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کیا، آقا نے اس وقت مشہور جملہ فرمایا: **لکَ صَدقةٌ ولِي هديةٌ**، تمہارے لئے تو یہ صدقہ ہے، میرے لئے ہدیہ ہے۔(۲)

اجنبی عورت کو ہدیہ دینے میں فتنہ کا اندیشہ ہے، نکاح سے پہلے ہدایہ کے لین دین میں فتنہ کا اندیشہ ہے، تعلقات کے بڑھنے کا اندیشہ ہے، اس لئے وہاں پر ہدیہ کا لینا، دینا جائز نہیں ہے، قریبی رشتہ دار کو ہدیہ دیا، دل جیتنا مقصود ہوتا ہے، پورا ہوگیا، بیوی کو ہدیہ دیا واپس نہیں لیا جاسکتا، اجنبی کا ہدیہ واپس لینا جائز ہے، پسندیدہ نہیں ہے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہدیہ واپس لینے والا ایسا ہے جیسا کہ اپنی قے کو واپس لینے والا ہو۔

الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ. (۳)

ہدیہ کے اولین مستحق:

قریبی لوگوں کو ہدیہ دینا چاہئے، لوگ اجنبیوں کو دیتے ہیں، اپنی بیوی کو نہیں دیتے، اپنی

---

(۱) الممتحنہ:۸

(۲) صحیح بخاری، حدیث:۱۴۹۳

(۳) مسند احمد، حدیث:۲۵۲۹

والدہ کو نہیں دیتے، اپنے والد کو نہیں دیتے، اپنے بھائی، بہن، اپنے ساس، سسرے، اپنے سالے، ساڑھو، اپنے ملازمین کو دل سے دینا اللہ محبت کی وجہ سے، کمزرو کا ہدیہ آدمی قبول کرے اس میں اخلاص ہوتا ہے، اس میں اپنائیت ہوتی ہے، رسومات کے موقع پر دیا جانے والا ہدیہ عام طور پر مشتبہ ہی ہوتا ہے، کھلے دل کے ساتھ پیش نہیں کیا جاتا ہے۔

ایک حدیث آئی ہے، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **ثَلَاثٌ لَا تُرَدُّ: الوَسَائِدُ، وَالدُّهْنُ، وَاللَّبَنُ.** (۱)

کہ تین چیزیں وہ ہیں جو واپس نہیں کی جاسکتی ہیں، تکیہ، تیل اور دودھ، بعض حدیثوں میں عطر کہا گیا، خوشبو کہا گیا، اگر کوئی عذر نہ ہو، کوئی تکلیف نہ ہو، ایلرجی وغیرہ کا اندیشہ نہ ہو تو جو اکرام کیا جارہا ہے اس اکرام کو قبول کرنا چاہیئے، ساس کو چاہیئے کہ بہو کو ہدیہ دے، بہو کو چاہیئے کہ ساس کو ہدیہ دے، دیورانی کو چاہیئے کہ جیٹھانی کو دیے، جیٹھانی کو چاہیئے کہ دیورانی کو دے، مائکہ سے آئے تو ہدیہ لائے، امپلایر (Employer) کو چاہیئے کہ امپلائی (Employee) کو دے، مالک کو چاہیئے کہ ملازم کو دے، لیکن ان رشتوں کو جیسا نبھانا چاہیئے، ہدیے، تعزیت، عیادت کے ذریعہ سے ان کڑیوں کو مضبوط کرنا چاہیئے، ویسا ان کڑیوں کو مضبوط نہیں کیا جاتا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام محسن مدنیؒ کے پاس ایک شخص آیا، چونّی ہدیہ دیا، حضرت اسے بڑے اہتمام سے قبول کر لیتے ہیں، کہ دیہاتی کا ہدیہ ہے، تھوڑی رقم ہے، بہت مخلصانہ ہدیہ ہے، حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص ایک اللہ والے کے پاس گیا، کچھ نہ صحیح جنگل کی لکڑیاں ہی لیجاؤں، ایک وقت کا کھانا پک جائے گا حضرت کا، مخلصانہ ہدیہ لیکر آیا، حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں اس اللہ کے خاص بندے نے وہ لکڑیاں لیکر رکھ لی، اور وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو ان لکڑیوں سے میرے نہلانے کا پانی گرم کرنا، اس اخلاص والے ہدیہ سے مجھے اپنی مغفرت کی امید ہے، تو رواج دینا چاہیے، بطور خاص جن لوگوں کے ساتھ تعلقات کشیدہ

---

(۱) سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۷۹۰

رہتے ہیں، جن رشتوں میں حساسیت زیادہ رہتی ہے، اور جو رشتے مستقل انسان سے جڑے ہوئے ہیں ان رشتوں کی دیکھ بھال، پرورش، تقویت ہدیوں سے کی جاتی رہنی چاہیے۔(١)

تمرینی سوالات

(١) ہدیہ کی تعریف اور فوائد و مقاصد ذکر کریں۔

(٢) ہدیہ و رشوت، اسی طرح ہدیہ اور صدقہ کے درمیان فرق بتائیں۔

(٣) ہدیہ کے شرائط کتنے اور کیا کیا ہیں؟

(٤) اولاد میں ہدیہ برابر کرنی ہوگی؟

(٥) کیا کافر کا ہدیہ قبول کر سکتے ہیں؟

(٦) ہدیہ کے اولین مستحق کون ہیں اور ہماری غفلت کو ذکر کریں۔

---

(١) ہبہ، وصیت اور میراث کا مطالعہ کرنے کے لیے ادارہ کی کتاب ''تقسیم جائیداد کے اسلامی اصول'' کا مطالعہ کیجئے۔

گیارہواں درس

مزارعت کے شرعی مسائل اوراحکام

جوایگری کلچرسسٹم(Agriculture System)ہے، جوزرعی نظام ہے، دنیا بھرمیں اورملکی سطح پراسلام اس سلسلہ میں کیارہبری کرتاہے، اوراس باب میں کسانوں سے کیاکوتاہیاں ہوتی ہیں، اس کوبتلانامقصودہےاس درس کے اندر، حضرت رسول اللہ ﷺ نے جیسے بہت سے انقلاب بپاکئے، اسی طریقہ سے زرعی انقلاب اورزرعی نظام میں بھی کافی بہترین تبدیلیاں حضرت آقا ﷺ کی محنت کے نتیجہ میں ہوئی ہیں۔

یہودیوں کاصحابہ کوقرض دینا:

انصاری صحابہ مدینہ پاک کے اصل باشندے تھے، یہودی باہر کے رہنے والے تھے، یہودیوں نے ناجائزرسموں اورمشاعروں کے لئے انصارصحابہ کوقرض دیا، اورکھیتی باڑیاں بطوررہن کے اپنے استعمال میں لائیں، ناجائزجنگوں میں انصارصحابہ کواستعمال کرنا شروع کیا، اصل باشندے ہوکربھی انصارصحابہ بےگھرہوچکے تھے، اوریہودیوں نے ان کسان صحابہ کوسودبیاج اوران کی ناجائزخواہشات کی وجہ سے گروی لیکراپناغلام بنالیاتھا، سود کاحرام ہوجانا، ناجائزرسومات کاخاتمہ حضرت آقا ﷺ کے کرنے کے بعداورپھرجوکچھ اخلاقی سماجی تبدیلیاں سیرت نبوی نے پیداکی ہیں جوقرض لینے والے تھےوہ ساری دنیاکے مہمان نوازبن گئے، جویہودیوں کے قرضوں کی وجہ سے، سودوبیاج اوررہن کی وجہ سےغلام بن چکے تھے وہ بڑے بڑے بادشاہوں کی میزبانی کرنے والے اوران کودعوت دینے والے بن گئے، زرعی نظام کوحضرت رسول اللہ ﷺ نےنظراندازنہیں کیا۔

نظام معیشت میں، اکونومک سسٹم(Economic system)میں زرعی نظام

کا بہت بڑا دخل ہوتا ہے،اس کی آمدنی کو کسانوں کو حقوق، کسانوں کو ایڈوانس مشینیں اور کسانوں کو بیج قرض پر دینا، نئے نئے تجربات سے ان کو واقف کرنا، کس زمین میں کونسی بیج ڈالی جائے، کس موسم میں بیکٹیریا سے بچانے کے لئے کونسی دوا ماری جائے، ہونے والی سائنسی تحقیقات گاؤں، گاؤں، دیہات، دیہات پہنچائی جائے، انسانی صحت کو نقصان پہنچانے والی دواؤں کے چھڑکاؤ سے کسانوں کو روکا جائے، پانی کا انتظام، اور بارشوں کے نہ ہونے کے نتیجہ میں ان کے نقصان کی رِکوری کی فکر اسلامی حکومت میں ان سارے پہلوؤں پر بہت امانت داری اور درمندی کے ساتھ توجہ دی جانی چاہئے۔

چند بنیوں کا پوری انسانیت کو مشقت میں ڈالنا:

کسان نہ ہو تو دانہ پانی ہمیں نہ ملے، پوری انسانیت مشقت میں پڑ جائے، لیکن (Monopolizing) استحصالی نظام نے چند بنیوں کے تصلق نے گاؤں کی سطح سے لیکر ملک کی سطح تک، پورے پیاز ایک ساتھ خرید لے، پورا دودھ ایک جگہ جمع کرلے، اور پھر وہ کم قیمتوں میں لے، من مانے طریقوں سے قیمتیں لگائیں، اور کسان خود پیاز اگا کر پیاز کے استعمال کرنے میں ان بنیوں کی طے کی ہوئی قیمت کا پابند بن جائے، یہ وہ صوتِ حال ہے، جو ساری دنیا میں اور ہندوستان جیسے ملکوں میں بھی محسوس کی جارہی ہے، ٹماٹر کو سڑکوں پر پھینک دیا جاتا ہے، جب اس کی قیمتیں گر جاتی ہیں، قیمتیں بڑھانے کے لئے غلوں کو سمندروں میں ڈال دیا جاتا ہے، تا کہ غلہ بازار میں نہ پہنچے، اور زیادہ غلہ جب بازار میں آجائے گا تو قیمتیں کم ہوجائیگی، اور ہمیں تو قیمت بڑھا کر ہی رکھنا ہے۔

مسلم معاشرہ کے اندر ایک کوتاہی یہ پیدا ہوچکی ہے کہ تمدنی ترقیات کے نتیجہ میں ڈگریاں، اسکول اور کالجز، انجینئرنگ، ڈاکٹری اور بیرون ملک، ریال و ڈالر کا شوق تو پیدا ہوچکا ہے، لیکن کھیتی باڑی کے کام کرنے کو معیوب سمجھا جانے لگا ہے، ایکڑوں کی زمینیں ہیں، لیکن بیٹے کو باپ کی زمینوں میں دلچسپی نہیں ہے، وطن چھوڑ سکتا ہے، بیرون ملک جاسکتا

ہے لیکن یہ کام نہیں کرسکتا، اس کو ہلکا سمجھتا ہے، پُر مشقت ہونے کی وجہ سے جی چراتا ہے، دوسری قوموں کو، ہندو بھائیوں کو بٹائی پر دید یا جاتا ہے، یہ نہیں ہونا چاہئے۔

کھیتی باڑی کی فضیلت:

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فضیلت سنائی ہے کہ جو پودا لگایا جائے انسان یا جانور اس سے فائدہ اٹھائے، جب تک اس سے فائدہ اٹھایا جائے گا اس وقت تک اللہ تبارک وتعالیٰ اس پودا لگانے والے کو ثواب دیتے رہیں گے۔

فَلَا یَغْرِسُ الْمُسْلِمُ غَرْسًا، فَیَأْکُلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ، وَلَا دَابَّةٌ، وَلَا طَیْرٌ، إِلَّا کَانَ لَهُ صَدَقَةً إِلَی یَوْمِ الْقِیَامَةِ. (۱)

ہمیں یہ سکھلایا گیا علامہ سیوطیؒ نے زراعت کی فضیلت پر مستقل رسالہ مرتب کیا، ہمارے ملک کے ایک عالم مولانا مفتی عبدالرزاق صاحبؒ (بھوپال) نے ایسے رسالوں کا اردو میں ترجمہ کیا، روایت میں موجود ہے، توجہ دی جانی چاہئے، اپنی کھیتی باڑی پر توجہ دی جانی چاہئے، سرکاری جائز اسکیمات سے استفادہ کرنا چاہئے، جو کسانوں کو دی جاتی رہتی ہیں۔

کسان کا ایک مسئلہ سود اور بیاج کے علاوہ اپنی اولاد کی تربیت میں کوتاہی کے علاوہ نئ تمدنی ترقیات سے استفادہ میں کمی کے علاوہ ایک بڑی کوتاہی ہے دینی جہالت، رسم ورواج پر پیسوں کا لٹانا، اور زمینوں کو تقسیم، میراث کی تقسیم، باپ بیٹے میں میراث کی تقسیم کے واضح طور پر نہ ہونے کی وجہ سے، ایسی الجھنیں چھوڑ کر مرنا کہ جو عدالتوں کے حوالے کردے، پھر نسلیں بیت جاتی ہیں مقدمہ بازیاں ختم نہیں ہوتی ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ کسان تقسیم جائداد، تقسیم مال، میراث کی تقسیم، اور بیٹے بیٹیوں میں معاملہ کی صفائی کو چھوڑ کر مرے، کس کی زمین کہاں تک ہے، کون سا گھر کس کو دیا، تاکہ مقدمات کی الجھن، اس کی جائداد کو ضائع نہ کردے، اور وہ حشر نہ ہوجائے، جو ایک بندر نے دو بلیوں کا کیا تھا کہ دو بلیوں کو ڈبل روٹی

(۱) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۵۵۲

ملی، بریڈ ملا، اور وہ لاکر انہوں نے بندر کو کہا کہ آپ باہمی، برابر و منصفانہ تقسیم کر دیجئے، جدھر پلڑا جھک جاتا اس طرف کی وہ ڈبل روٹی، بریڈ کھالیا کرتا، یہاں تک کہ دونوں طرف کی مکمل بریڈ اس نے کھالیا، اور دونوں بلیوں کو خالی ہاتھ ہی بھیج دیا، عدالتیں ساری جائدا کھاجاتی ہیں، رشتے کھاجاتی ہیں، محبتیں عدالتیں کھاجاتی ہیں، اور اس کے بعد دونوں فریقین کو خالی ہاتھ ہی واپس ہونا پڑتا ہے، مزارعت کے نظام کے اندر شریعت نے یہ چاہا ہے۔

حضرت عمرؓ نے بطور خاص اپنے زمانہ میں خلافت کی زمین کو، اسلامی مملکت کے علاقہ کو زیادہ سے زیادہ استعمال میں آجائے اور زیادہ سے زیادہ زرعی منافع مل جائیں اس کی کوشش کی تھی حضرت عمرؓ نے، پانی کی سینچائی آسانی سے ہوسکے اس کا نظام حضرت عمرؓ نے بنایا، حضرت عمرؓ کی زندگی اس ہمہ جہتی اصلاح میں بھی امت کے لئے بہت زیادہ نمونہ ہے، اور اس وسعت نظری میں اور کام کے مختلف میدانوں کے کارناموں میں بھی حضرت عمرؓ کی زندگی نمونہ ہے۔

مزارعت میں شرط:

مزارعت میں اسلام نے یہ شرط رکھی ہے کہ مزارعت ابتداء میں اجارہ ہے، انتہاء میں شرکت ہے، اجارہ ہے یعنی زمین دار کاشت کار کو محنت کرنے کے لئے اپنی زمین دیتا ہے، اور محنت کرنے کے لئے اپنے پاس رکھ لیتا ہے، دونوں عقلمند ہوں، سمجھدار ہوں، معاملہ کی حقیقت کو جانتے ہوں، اور زمین فائدہ اٹھائے جانے کے قابل ہو، اور زمین کاشت کئے جانے کے قابل ہو، اور زمین کاشت کار کے حوالہ کردی جائے، وضاحت ہونی چاہئے کہ بیج کس کا ہوگا، اور دونوں میں سے کس کس کی کیا ذمہ داریاں ہوں گی، زمین میں کونسی چیز کس جنس کی بوئی جائیگی، کیونکہ مختلف چیزوں کی کاشت کرنے میں زمین کی استعداد اور محنت کی سطح مشکل ہوتی ہے، مدت بیان کرنا چاہئے کہ آپ چار مہینہ کے لئے لے رہے ہیں، زمین بٹائی پر دی جارہی ہے، ایک سال کے لئے دی جارہی ہے، عامۃً ایک فصل، ایک پھل جتنی

مدت میں کٹائی ہوتی ہے اتنی طے ہونی چاہئے، عرفِ عام میں جتنی مدت ہوتی ہے اتنی مدت تو مانی ہی جائیگی، اور جو بھی غلہ آئے گا، وہ غلہ دونوں کے درمیان مشترک ہونا ضروری ہے، اس کی اجازت نہیں ہے کہ ۱۰/دس کلو، ۱۰/دس کنٹل پہلے مالکِ زمین کو دئے جائیں گے، باقی جو ہوگا وہ کاشت کار کو دیا جائے گا، مزارع کو دیا جائیگا ایسا طے کرنے کی اجازت نہیں ہے، ہوسکتا ہے ۱۰/دس کنٹل ہی آئے، ہوسکتا ہے ۱۰/دس کلو ہی آئے، تو صرف زمین کے مالک کو مل جائیگا، محنت کرنے والے کو نہیں ملے گا، مزارع کو نہیں ملے گا۔

تو چونکہ اس قدر مزارعت انتہاء کے اعتبار سے وہ شرکت کا معاملہ ہے اسی لئے شرکت کا معاملہ ہونے کی وجہ سے دونوں کی حصہ داری ہونی چاہئے، آنے والی فصل کے اندر، آنے والے غلہ کے اندر، یہ بھی طے کرنا ناجائز ہے کہ فلانے حصہ میں جو غلہ آئے گا وہ مالک کا ہوگا، باقی کنارہ پر جو غلہ آئے گا وہ کاشت کار کو، مزارع کو، محنت کرنے والے کو دیا جائے گا ایسا طے کرنا بھی غلط ہے، چونکہ ہوسکتا ہے وہیں پر غلہ آئے، اور ہوسکتا ہے وہیں پر غلہ نہ آئے، تو پھر کاشت کار کو، محنت کرنے والے کو، اور مالک زمین کو حصہ داری نہیں ملتی۔

کوئی خاص مقدار یا کسی خاص جگہ کے تعین کرنے پر عام طور پر فقہاء میں کچھ شکلیں بیان کی جاتی ہیں کہ زمین ایک شخص دے رہا ہے، اور باقی محنت بیج، مشنری وغیرہ دوسرے کی ہو۔

دوسری شکل محنت ایک طرف سے ہو اور بیج وغیرہ بھی زمین والے کی طرف سے ہی ہو، اور آلات اور مشنریاں دوسرے کی طرف سے ہو ایسا بھی ہوسکتا ہے، کیا جاسکتا ہے معاملہ، لیکن جو بعض شرطیں ایسی ہیں مزارعت کے معاملہ کو فاسد کردیتی ہیں، اور فاسد کردینے کے بعد معاملہ کے بگڑ جانے کے بعد جو مزارع ہے اس کو اس کا محنتانہ، ویسے آدمی کا اس زمانہ میں، اس علاقہ میں جو محنتانہ دیا جاتا ہے جس کو اجرت کہتے ہیں وہ اجرت مثلیہ اسے دینا پڑے گا، مالکِ زمین مزارع کو اجرت اصلیہ دے گا، جب کوئی شرطِ فاسد ہوجائے، جب کوئی ایسی بات ہوجائے، جس سے شریعت نے منع کیا ہے، زمین دار کو کہا جائے کہ آپ کو محنت کرنا پڑے گا، غلط ہے یہ بات، یا اسی طریقہ سے زمین دار کاشت کار کو کھل کر کام کرنے

کا موقع نہ دے، رکاوٹ نہ ڈالے، تخلیہ نہ کرے یہ بھی اس کو فاسد بنادیتا ہے، مزارعت فاسدہ کے اندر جلدی سے جلدی معاملہ ختم کرنا چاہئے، اور شریعت کی منشا کے مطابق اسے کام کرنے دینا چاہئے۔

ذیل میں مکمل چھ صورتیں پیش کی جارہی ہیں:

(۱) زمین، بیج اور آلۂ کاشت مالک زمین کی طرف سے ہو اور عمل (محنت) دوسرے کی طرف سے ہو تو جائز ہے۔

(۲) پہلے کے برعکس بیج، آلۂ کاشت اور محنت ایک کی طرف سے ہو، دوسرے کی طرف سے صرف زمین ہو، یہ بھی جائز ہے۔

(۳) زمین اور بیج ایک کی طرف سے دوسرے کی طرف سے محنت اور آلۂ کاشت ہو تو یہ بھی جائز ہے۔

(۴) زمین اور آلۂ کاشت ایک کی طرف سے، بیج اور محنت دوسرے کی طرف سے۔

(۵) زمین اور محنت ایک کی طرف سے، بیج اور آلۂ کاشت دوسرے کی طرف سے۔

(۶) زمین، محنت اور آلۂ کاشت ایک کی طرف سے، بیج دوسرے کی طرف سے، ان تین صورتوں میں فقط امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہے۔(۱)

---

(۱) قاموس الفقہ: ۵/ ۸۴

بارہواں درس

مساقات، احکام ومسائل

مالک زمین، مالکِ کھیت، مالکِ باغ دوسرے آدمی کوسینچائی کے لئے پانی پہنچانے کے لئے رکھ لے، اور جو پھل بھی آئیگا اس کا ۵/ پانچ فیصد یا ۱۰/دس فیصد اس کو دیا جائے گا یہ بھی جائز ہے، پھلوں کے پکنے کی مدت باقی ہو اور پکنے تک یہ شخص وہاں پر پانی کی سینچائی کرتا رہے، اس میں بھی ایسی شرطیں لگانا جو معاملہ کو فاسد بنادیتی ہیں، ایسی شرط لگانا جائز نہیں ہے، پھلوں کے پکنے سے پہلے زمین کا مالک سینچائی کرنے والے کو معاملہ سے بے دخل نہیں کرسکتا ہے، اجرت اصلیہ دینا پڑے گا، کوئی ایسی الجھن پیدا ہوگئی مالک زمین کی طرف سے توسینچائی کرنے والے آدمی کو اجرت اصلیہ دی جاتی ہے، اجرت اصلیہ اس شخص کو دی جاتی ہے، یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ باغوں کی خرید وفروخت ہوتی ہے پورے باغ کو ایک سال کے لئے، دوسال کے لئے کرایہ پر لے لیا جاتا ہے، یہ جائز ہے؟

پھل پکنے سے قبل پھلوں کی خرید وفروخت:

ابھی پھل پکے نہیں، درخت پر پھل ہیں، ہلاکت کا اندیشہ ہے تو ایسے موقعوں پر پھلوں کو خرید لینا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ غرر کا اندیشہ ہے، دھوکہ کا اندیشہ ہے، نقصان کا اندیشہ ہے، غرر کا جہاں پر اندیشہ ہو شریعت نے اس معاملہ کو ناجائز قرار دیا ہے، تو پھلوں کے کاروبار والوں کو اس پہلو کی رعایت کرنا چاہئے، کہ جب پھل کے نقصان ہونے کا اندیشہ نہ ہو، ہلاکت کے اندیشہ سے وہ محفوظ ہوجائے اس وقت ان کو خرید لیا جائے، اس کو بیچا جائے، یا پورے باغ کو ہی سال دوسال کے لئے کرایہ پر لے لیا جائے، اور جو چاہے وہ اس میں کرتا رہے، یہ بات حضرت مولانا تقی عثانی صاحب دامت برکاتہم نے لکھی ہے، اس

موضوع پر مفتی عبدالرحمن مروان صاحب کی کتاب ہے ''اسلام کا نظام زراعت'' اور مولانا تقی امینی صاحب کی کتاب ہے ''اسلام کا زرعی نظام'' اور اسی طریقہ سے حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاریؒ نے اسلام کے اقتصادی نظام میں اس پر گفتگو کی ہے، اور بھی فتاوؤں میں موجود ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ شریعت کے علم کو صحیح جان کر عمل کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔(۱)

تمرینی سوالات

(۱) مزارعت اور مساقات کی تعریف، فرق اور حکم بتائیں۔
(۲) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ ہجرت کرنے سے قبل مدینہ کی صورت حال کیسی تھی؟
(۳) کسانوں کی طرف سے ہونے والی بے اعتدالیوں اور ممنوعات کو نکتہ وار لکھیں۔
(۴) مزارعت اور مساقاۃ کی شرائط قلمبند کریں۔
(۵) پھل پکنے سے قبل پھلوں کی بیع کرنا کیسا ہے؟
(۶) مزارعت و مساقاۃ کی اہمیت وفضیلت پر ۱۰/ سطر قلمبند کریں۔

(۱) اس سلسلہ میں ادارہ کا ایک مستقل رسالہ ہے ''مسنون زراعت'' اس کو دیکھا جا سکتا ہے۔

تیرہواں درس

سود کی حقیقت اور مروجہ شکلیں

سود کی تفصیل تو بہت ہے، لیکن دو چار شکلیں جو بطور خاص بازار میں رائج ہیں اس سے متعلق گفتگو کی جارہی ہے، قسطوں پر خریدنا بہت پرانا مسئلہ ہے، علماء نے اس پر بات کی ہے، اس پر سیمینارس ہوئے ہیں، بڑی مشین خریدنا ہے، یک مشت پوری رقم نہیں دے سکتا، تھوڑی تھوڑی دے سکتا ہے، جائز ہے کہ ٥٠٠٠٠/ پچاس ہزار کی گاڑی ہے، میں دس مہینہ میں اس کی قیمت ادا کروں گا، ہر مہینہ پانچ ہزار ادا کروں گا، ٹھیک ہے، ٥٠٠٠٠/ پچاس ہزار کی گاڑی ہے، ادھار آپ خرید رہے ہیں، قسطوں میں قیمت دے رہے ہیں، اس لئے میں آپ کو ٦٠٠٠٠/ ساٹھ ہزار میں یہ گاڑی دیتا ہوں، یہ بھی جائز ہے۔

قسطوں پر خریداری کی حقیقت:

لیکن بازار میں جو شکل ہے، کیپٹل ازم اور بینکنگ کا جو طریقہ کار ہے قسطوں پر خریدنے اور بیچنے کا کہ پہلے تو سودی معاہدہ کہ وقت پر ایک قسط کو ادا کرنا پڑے گا، ورنہ اتنا انٹرسٹ بڑھایا جائے گا، اور آئندہ مہینہ میں اس رقم اور انٹرسٹ پر پھر انٹرسٹ لگایا جائے گا، اگر آپ چند مہینوں تک قسط ادا نہیں کریں گے، ادا کی ہوئی قسطیں کالعدم کردی جائیں گی، ختم کردی جائیں گی، گاڑی بھی چھین لی جائے گی۔

تیسرا ایک پہلو یہ ہے کہ ان قسطوں کے ساتھ بیچنے خریدنے میں خریدنے والے کو مالک ہی نہیں بنایا جاتا ہے، مالک اور اونرشپ تو جب دی جاتی ہے بازار میں جبکہ وہ آخری قسط ادا کردے، اور قیمت بھی طے نہیں ہوتی ہے، جتنے وقت میں ادا کروگے اتنی ہی قیمت ادا کرنی پڑے گی، اگر آپ کی قسطیں ١٠/ دس مہینوں میں ادا کرنے کی ہیں آپ ٥/ پانچ مہینوں میں ادا کردیں، عام طور پر بینکنگ کا

سسٹم ایسا ہی ہے کہ ۵/ پانچ مہینہ میں ادا کرنے پر قبول نہیں کیا جاتا، بلکہ کہا جاتا ہے کہ آپ ۱۰/دس مہینہ میں ہی ادا کیجئے، چاہتے یہ ہیں کہ انٹرسٹ وصول ہو، چاہتے یہ ہیں کہ دینے میں تاخیر ہو، ادھار باقی رہے، اور ایک آدمی ہمارا غلام بنا ہوا رہے، یہ مقصود ہے ان قسطوں پر خرید نے بیچنے کا، عام حالات میں تو خریدنا جائز نہیں، جو لوگ زسٹ منی (ZestMoney) کہہ رہے ہیں وہاں پر بھی انٹرسٹ ہوتا ہے، ہڈن (Hidden) ہوتا ہے، آپ پوری کاروائی کرنے کے بعد، سامان ہاتھ میں آنے کے بعد، آپ اس کا بیلنس شیٹ (Balance sheet) نکالئے، اس کا اسٹیٹ مینٹ (Statement) آپ نکالئے، آپ صاف طور پر دیکھیں گے کہ انہوں نے طے شدہ قیمت سے زیادہ قیمت لے لی ہے، مختلف ناموں پر۔

اسلامک بینکنگ میں اس کا حل:

اسلامک بینکنگ کے اندر اس کا حل سوچا گیا ہے کہ عام طور پر ادا کرنے پر تاخیر کتنی ہوتی ہے، ۵۰۰۰۰/ پچاس ہزار کی گاڑی پہلے ہی ہم ۷۰۰۰۰/ستر ہزار میں کر دیں گے، ستر ہزار میں بیچ دیں گے، اگر آپ نے وقت میں ادا کر دیا تو ہم آپ سے ۵۰۰۰۰/ پچاس ہزار ہی لیں گے، اور اگر آپ نے تاخیر کی تو ۷۰۰۰۰/ستر ہزار لیں گے، جب آپ وقت پر ادا کر دیں گے تو ہم ۲۰۰۰۰/بیس ہزار اپنی طرف سے معاف کر دیں گے، اور مالک معاف کر سکتا ہے، اسلامک بینکنگ کے اندر یہ طریقہ ہے کہ اگر آپ وقت پر ادا نہیں کریں گے تو دوسری کمپنیاں انٹرسٹ لیتی ہیں، بیاج لیتی ہیں، جرمانہ لیتی ہیں، ہم آپ سے صدقہ لیں گے، اور وہ التزاماً لیا جانے والا صدقہ بینک کسی اور رفاہی کام کو دیدے گا، اور وہاں پر یہ صدقہ خرچ کر دیا جائے گا، تاکہ وقت پر ادا کرنے کا بوجھ، ذہن پر رہے، رہن رکھ لیجئے تاکہ وہ وقت پر ادا کر سکے، یہ مسلم فنڈ کے اداروں کے اندر کیا جاتا ہے کہ رہن لے لیا جاتا ہے، اس میں بھی اگر سونا لے لیا جائے اور یہ کہہ دیا جائے کہ اگر آپ پوری قیمت ادا نہیں کریں گے تو سونے کے ذریعہ سے ہم بیچ کر قیمت وصول کر لیں گے، اور باقی سونا آپ کو دے دیں

گے تو عورتیں خود ہی مردوں پر دباؤ ڈالتی ہیں، تو قسطیں جمع کرنے کا دباؤ عورتیں خود ہی ڈالتی ہیں، تو قسطوں پر خرید نے کی جائز شکلوں کو اپنائیے، ناجائز شکلوں سے بچئے۔

کمیشن کی چٹھی:

سود کی جو دوسری مروجہ شکل ہے وہ کمیشن کی چٹھی ہے، بازار میں بہت ساری چٹھیاں ہیں، جرمانہ کی چٹھی ہے، کمیشن کی چٹھی ہے ان چٹھیوں کے اندر سب لوگ برابر پیسے تو ڈالتے ہیں، لیکن سب کو برابر پیسے نہیں ملتے، یا سب لوگ نہیں ڈالتے ہیں، ایک دو ڈال دیں گے، ہراج میں نکل جائیں گے بعد میں سے نہیں ڈالیں گے، بہر حال چٹھی کی شکل وہ ہی جائز ہے، جس میں سب برابر پیسے ڈالیں، اور سب کو برابر پیسے آئیں، دس آمی ملکر ۱۰۰/سو روپے ڈالیں، اور ہر ایک کو دس مہینہ تک ۱۰۰۰/ایک، ایک ہزار مل جائیں یہ اچھی شکل ہے ایک دوسرے کی ضروریات کو پورا کرنے کی، لیکن اس میں جو طریقہ اپنایا جاتا ہے کہ میں منتظم ہوں تو پہلی چٹھی لیلوں گا تو یہ بھی جائز ہے، میں منتظم اور آرگنائزر (Organizer) ہوں، سب کے پیسے سمیٹ کر لاتا ہوں، اپنی محنت کی اجرت لینا چاہتا ہوں، ہزار، دو ہزار روپئے اس کے مطابق تو وہ اجرت بھی لے سکتا ہے، لیکن وہ سود کی سطح تک نہ پہنچ جائے، لیکن کمیشن کی چٹھی کہ جس میں دس آدمی ۱۰۰/سو، سو روپئے جمع کرنے کے بعد اعلان کیا جائے، بیٹھے، کون خریدے گا اس چٹھی کو، کون اٹھائے گا اس چٹھی کو ۹۰۰/نو سو روپئے میں؟ کون اٹھائے گا ۸۰۰/آٹھ سو میں؟ کون اٹھائے گا ۷۰۰/سات سو میں؟ اس کے بعد سات سو کی اس کو چٹھی دیدی گئی، تین سو روپئے باقی ۹/لوگوں میں تقسیم کردیا گیا، تو یہ واضح طور پر بیاج کی چٹھی ہے، یہ ناجائز ہے، تین سو روپئے کی رقم حقیقی مالک کو واپس کرنا چاہئے، ہم نے جتنے پیسے جمع کئے ہیں اتنے ہی پیسے ہمارے لئے جائز ہیں۔

اب اگر چٹھی میں جوائن ہو چکے ہیں، تو آپ ہر مہینہ کی رقم دیجئے، لیکن آپ اتنی ہی رقم لیجئے جو آپ نے اب تک جمع کی ہے، آنے والی زائد رقومات کا مالک اگر آپ جان سکتے

ہیں کہ جن کا حصہ کم کر کے دیا گیا ان کو دے دیجئے، اور اگر مالک نہیں جان پا رہے ہیں تو بغیر ثواب کی نیت کے صدقہ کر دیجئے، اسی گروپ میں جو مستحق ہے ان کو دے دیجئے۔

پی ایف فنڈ کی شکلیں اور حکم:

تیسری شکل سود کی جو بازار میں رائج ہے وہ PF فنڈ کی ہے، دیکھئے پی ایف فنڈ دو قسم کا ہوتا ہے، ملازمین یہ چاہتے ہیں کہ جب وہ رٹائرڈ ہوں تو بڑی رقم ان کے ہاتھ میں آئے، یہ ملازمین کا حق ہے سرکاری طور پر، عصری میدان میں تو پی ایف فنڈ اختیاری بھی ہوتا ہے، جبری بھی ہوتا ہے۔

اختیاری یہ ہے کہ آپ سے پوچھا جائے کہ آپ کی کتنی تنخواہ ہم کاٹیں، اور اس کو اضافہ کر کے آپ کے رٹائیرمینٹ کے موقع پر ہم دیں، آپ سے پوچھ کر اگر کاٹا جارہا ہے، جتنی رقم بھی پوچھ کر کاٹی جارہی ہے، اور اس پہ زائد رقم ملا کر اپنی طرف سے دیتے ہیں تو وہ ناجائز ہے۔

لیکن جبراً کاٹا گیا، آپ ملازم ہیں یہاں پر ہر ملازم کی ۲۰/بیس فیصد تنخواہ کاٹی جاتی ہے، اور کاٹ کر جمع کر کے، زائد رقم ملا کر کمپنی آپ کو دیتی ہے، جبراً دیتی ہے تو یہ جائز ہے، اصل رقم آپ کی بھی جائز ہے، دی جانے والی زائد رقم بھی جائز ہے۔

لیکن تیسری شکل یہ ہوتی ہے کہ کچھ جبری، کچھ اختیاری کہ آپ سے ۱۰/فیصد تنخواہ کاٹی جائے گی، اور اس پر اضافی رقم دی جائے گی، اگر آپ ۲۰/بیس فیصد کٹواتے ہیں تو بیس فیصد کاٹی جائے گی، اور اس کے اوپر زائد رقم دی جائے گی کمپنی کی طرف سے، تو آپ کی ۱۰/ دس فیصد رقم پر کمپنی جو زائد رقم دے رہی ہے، وہ جائز ہے، جو جبراً کیا گیا، جو آپشنل نہیں تھا، دوسری جو ۱۰/دس فیصد کی رقم بول کر آپ نے کٹوایا، اور اس پر زائد رقم کمپنی نے دی ہے، وہ ناجائز ہے، اصل رقم تو آپ کی جائز ہوگی لیکن وہ ۱۰/دس فیصد پر جو آپ نے کٹوائے تھے آنے والی زائد رقم ناجائز ہے، اس سلسلہ میں سرکاری ملازمین کو پوری طور پر

واقفیت اور شعور ہونا چاہئے، اللہ تعالی ہم کو کہنے سننے سے زیادہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔(۱)

تمرینی سوالات

(۱) قسطوں پر معاملہ کرنے کی کتنی شکلیں ہیں؟ کون سی جائز اور کون سی ناجائز؟

(۲) اسلامک بینکنگ کا طریقہ کار اس سلسلہ میں کیا ہوتا ہے؟

(۳) چیٹھی کی کتنی صورتیں بازار میں رائج ہیں؟ کون سی جائز اور کون سی ناجائز؟

(۴) پی ایف فنڈ کسے کہتے ہیں؟ اور حکم بتائیں۔

(۱) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: سود احکام و مسائل

چودہواں درس

ملٹی لیول مارکیٹنگ

ملٹی لیول مارکیٹنگ، چینل مارکیٹنگ، MLM مارکیٹنگ اور، التصویق الحرم التشویق السبق، نام کا ایک کونسپٹ ہے ایک کاروبار کا، جو مختلف ملکوں میں، مختلف انداز میں چلایا جاتے رہتا ہے، جس میں A گروپ، B گروپ بنایا جائے اور پیرامٹ سسٹم(P yramid System) ہو، مخروطی سسٹم ہو، اور اس پیرامٹ سسٹم کے ذریعہ سے دائیں، بائیں آپ منبر بناتے چلے جائیں اور پہلے آپ ایک خاص رقم دیکر اس کمپنی کا پروڈکٹ خرید لے یا آپ اس کمپنی کے ویڈیوز کلک کرے یا فلانے ملک فلانے ہوٹل کی سیاحت کیجئے، اس پیکیج میں اور اس کے بعد آپ دوسرے، تیسرے، چوتھے آدمی کو جوڑتے چلے جایئے، جتنا آپ جوڑتے جائیں گے اتنا آپ کو کمیشن ملتا جائے گا۔

چینل مارکیٹنگ کیا ہے؟

عام طور پر چینل مارکیٹنگ کا کونسپٹ پر جوش انداز میں چلانے والے بھائی، جو دلیل دیتے ہیں، وہ دلیل یہ دیتے ہیں کہ ہم لوگ پبلیسٹی پر، ایڈوٹائز پر خرچ کرنے کے بجائے ہم یہ پیسے پبلک کو دینا چاہتے ہیں، اور پھر حساب کتاب بھی کر کے بتایا جاتا ہے، اور مہینہ کو ایک کروڑ آرہے ہیں، دو کروڑ آرہے ہیں، بڑی گاڑی مل چکی ہے، اب کام کرنے اور محنت کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس قسم کے بھی دعوے کئے جاتے ہیں، موئثر انداز میں پیش کرنے کے لئے مارکیٹنگ کا طریقہ سکھلایا جاتا ہے، موٹیویٹ (Motivate) کیا جاتا ہے، ایک دوسرے کا خوب تعاون کیا جاتا ہے، اور آدھی صورت حال بتلا کر جائز ہونے کے فتوے بھی حاصل کر لئے جاتے ہیں، اس کے باوجود بھی لوگ ملوث ہوئے پیسہ برباد ہوا، یاد رکھنا چاہئے کہ ملٹی لیول

مارکیٹنگ کوئی کاروبار نہیں ہے، صرف کمیشن ہی مقصود ہے۔

نمبر ۲/ ملٹی لیول مارکیٹنگ کا مقصد صرف چین بنانا ہے، سامان بیچنا بھی نہیں ہے، نمبر ۳/ جیسے ہی آگے منبر بننے ختم ہوجائیں گے، کاروبار بھی ختم ہوجائے گا، نمبر ۴/ اگر سامان لینے کے بعد آدمی آگے نہیں بنا سکا کسی کو منبر کے پیسے ڈوب جائیں گے، بعض مرتبہ ایسا پروڈکٹ اس کو دیا جاتا ہے، یا اتنی مقدار میں دیا جاتا ہے جو یا تو اس کے استعمال کا نہیں ہوتا، یا تو اس کی گھر کی ضرورت کا مانوس نہیں ہوتا، یا اتنا مہنگے والا نہیں ہوتا لیکن وہ پروڈکٹ اس کو تھام دیا جاتا ہے، کام چوروں کا جمع کرنا ہے اس طریقہ سے، اور کسی کو اپنا ملازم بنائے بغیر اور کسی کو اپنا پارٹنر بنائے بغیر اور کسی کو اپنے کاروبار کی حصہ داری دئے بغیر سب لوگوں کا پیسہ چوس کر حقیقی مالک تک پہنچانا ہے، جب تک ٹنکی سے پانی آتا رہے گا، نیچے پہنچتا رہے گا، منبر بنتے رہیں گے، پیسہ اوپر تک پہنچتا رہے گا، منبر بننا بند ہوجائیں گے پیسہ پہنچنا بند ہوجائے گا۔

چینل مارکیٹنگ پارٹنر شپ اور ملازمت نہیں ہے:

اس کو پارٹنر شپ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ پارٹنر شپ کے اصول اور ضوابط اس کے اوپر نافذ کئے جائیں، اس کو ملازمت بھی نہیں کہا جاسکتا کہ آپ اس کے باقاعدہ امپلائی ہیں، اس کو بونس بھی نہیں کہا جاسکتا، بونس تو ایک تبرع کی بات ہوتی ہے، احسان کی بات ہوتی ہے، کوئی تبرع اور احسان اور انعام اور پرائز کے لئے اتنی کوشش کرتا ہے، اتنی زندگی جھکاتا ہے، کیا پرائز دینا فرض یا واجب ہے، اگر وہ پرائز دینا چھوڑ دے تو کیا آپ کاروبار کرتے رہیں گے، یہ جوے کے مشابہ ہے، سود سے بدتر ہے، کیونکہ سود میں آنے کی کوئی مقدار ہوتی ہے، اس میں سلسلہ ہونے کی وجہ سے سود سے بدتر شکل میں پڑ جاتا ہے، اخلاقی نقصان ہے، آپ اپنے بنے بنائے کاروبار پر محنت کیجئے، نیا کاروبار شروع کرکے آپ اس کی تشہیر اور اس کے خریدار بڑھانے کے لئے اس قدر کوشش کیجئے، شریعت میں جائز نفع کی صورت یا تو بیچنا ہے یا تو کرایہ پر دینا ہے، یا تو مضاربت ہے، ایک آدمی کا پیسہ دوسرے کی محنت، اور یا تو

شرکت ہے دونوں پیسے لگائیں اور دونوں محنت کریں،ان چار نفع کی صورتوں کے علاوہ پانچویں کوئی نفع کی صورت نہیں ہے اوران چار جائز صورتوں میں سے کوئی صورت ملٹی لیول مارکیٹنگ کے جائز ہونے کو ہرگز نہیں سمجھا سکتے ہیں۔

عالمی سطح پر،ملکی سطح پر مرکزی ادارے،بڑے ادارے،دارالعلوم دیوبندوغیرہ،فقہ اکیڈمی سب نے اس موضوع پر فیصلے کئے ہیں،اس پر کتابیں چھاپی ہیں،چھوٹی بڑی کتابیں چھاپی ہیں،مفتی احمداللہ انصار صاحب ہمارے ساتھی نے کتاب لکھی ہے،اس سے مسلمانوں کی معاشی حالت درست نہیں ہوگی،بلکہ ایک بنیہ کے جیب میں پورے ملک کی معیشت پہنچ جائے گی،اور ہزاروں،کروڑوں لیکروہ ایک وقت بھاگ جائے گا،ملکوں میں پابندیاں اسی لئے لگ رہی ہیں،اس کو دوام نہیں ہے،آئندہ منبر نہیں بنے گا،پورا ملک منبر بن گیا،آئندہ منبر نہیں بنیں گے تو پیسہ کہاں سے آئے گا،تو اس وجہ سے ملٹی لیول مارکیٹنگ کے ہر کاروبار سے اپنے آپ کو بچنا چاہئے۔

اگر کوئی آدمی داخل ہو چکا ہے اللہ کے لئے توبہ کرے،جو رقم آپ نے دی ہے اتنے کا سامان جائز ہے،اور جس آدمی کو آپ نے جوڑا ہے اس کا ہی کمیشن جائز ہے،تیسرے،چوتھے آدمی کا کمیشن آپ کو جائز نہیں ہے،اور جوش وخروش سے نکلئے،ہتھیلی میں جنت بتانے والوں کی بات سے دھوکہ نہ کھایئے،دھوکہ میں نہ جایئے،اگر داخل ہو چکے ہیں آگے منبر نہیں بنا سکتے ہیں آپ،اور جو پیسہ آرہا ہے وہ پیسہ آپ کے لئے حلال نہیں ہے،جن لوگوں کا ڈوب چکا ہے ان کو دیدینا چاہئے،لیکن وہ پیسہ ہمارے لئے حلال نہیں ہے،ایک پیسہ حکومتوں نے چھین کر،فسادات کرا کر،معیشت کو تباہ کر کے مسلمانوں سے چھین لیا،اور ایک دوسرا طریقہ وہ ہے جو اپنے ہاتھوں سے پیسوں کو برباد کر رہے ہیں اس قسم کی غلط اسکیمات میں لٹا کر۔

اللہ تعالی ہم سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائے،دنیا کے احکام الگ ہیں،آخرت کے احکام الگ ہیں آخرت پر اس کو قیاس نہیں کیا جا سکتا،خالق کے احکام الگ ہیں،مخلوق کے احکام

الگ ہیں، مخلوق کے مسائل کو خالق پر قیاس کرتے ہوئے یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ جیسے ایک آدمی کو قرآن پڑھا دیں اور سلسلہ وار وہ سولوگوں کو پڑھا دے، تو سواں آدمی جب ایک سو ایک ویں کو پرھائے گا تو پہلے کو ثواب ملے گا، اس طرح سے قیاس نہیں کیا جاسکتا، شریعت کا جو معاشی نظام ہے اور تجارت کے اصول ہیں اس کی روشنی میں کسی کاروبار کا جائز ہونا ضروری ہے، اللہ صحیح علم اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔(۱)

تمرینی سوالات

(۱) ملٹی لیول مارکیٹنگ کو سمجھائیں اور طریقہ کار کیا ہوتا ہے؟

(۲) کیا یہ ملازمت ہے یا پرٹنرشپ ہے؟

(۳) ملٹی لیول کے نقصانات بتائیں اور حکم بھی ذکر کریں۔

---

(۱) مزید اس کی تفصیلات کے لیے مطالعہ کیجئے ادارہ کی کتاب ''سود احکام ومسائل''

پندرہواں درس

بٹ کوئن اور شیئرز کے مختلف مختصر احکام

آ ج کل دنیا میں ورچول کرنسی،(Virtual Currency)بٹ کوئن(Bit coin)اور کرپٹوکوئن(Crypto coin) چل رہی ہے،اس کا فزیکلی کوئی وجود نہیں ہے،غیر حسی ہے اور غیر مسلمہ ہے،سوائے جرمنی کے ہماری معلومات کے مطابق کسی نے اس کو کرنسی نہیں مانا ہے۔

تیسری بات۔ بٹ کوئن کے پیچھے کوئی سونا،چاندی وڈالر نہیں ہے،چوتھی کمی یا چوتھا مضر پہلو یہ ہے کہ بٹ کوئن صرف کمپیوٹر میں ہے،صرف مختلف ایمیل پر ہے،صرف نمبرس کی شکل میں ہے،ایک شخص نے شروع کیا اور وہ چل رہی ہے،اس کے کنٹرول کرنے اور نگرانی کرنے کا کوئی ضابطہ نہیں ہے،کرپٹوکوئن اور بٹ کوئن کے اندر اتار چڑھاؤ غیر معمولی رہا، چند ہزار سے لاکھوں ڈالرس کی قیمت بنتی چلی گئی،اور حقیقت میں عرفی طور پر بھی اس کو کرنسی نہیں مانا گیا،اورعرف عام میں بھی اس کو ثمن نہیں مانا گیا،آپ بٹ کوئن لیجا کر کسی کرانہ دوکان سے سامان نہیں خرید سکتے ہیں،لیکن کمپیوٹر استعمال کرنے والے لوگ،نیٹ پر رہنے والے لوگ اس کے زیادہ دلدادہ ہیں اور اس میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔

بٹ کوئن کے چند فوائد:

اس کے فائدے ہیں،کچھ فائدے بھی بتائے جاسکتے ہیں کہ خفیہ طریقہ سے استعمال کی جانے والی کرنسی ہے،سرکاری ٹیکس سے بچانے والی کرنسی ہے،ہمہ وقت ساتھ میں رہنے والی کرنسی ہے،لیکن اب تک علماء نے،مفتی تقی عثمانی صاحب،دیگر اکابر نے اس کو کرنسی نہیں مانا ہے اور اس کے ذریعہ سے خریدنے بیچنے کو جائز قرار نہیں دیا ہے،اس لئے کہ یہ نا ہی عرفی ثمن

ہے، نا خلقی ثمن ہے، نہ حکومت نے اس کو کرنسی مانا ہے، نہ عوام نے عام استعمال میں مانا ہے، نہ ہی یہ سونے چاندی کی طرح ثمن ہے، ایسے دھوکہ بازوں سے ہمیں بچنا چاہئے۔

شیئرز کے احکام وشرائط:

بڑی کمپنیاں ہوتی ہیں، اور بڑی کمپنیوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کئے جاتے ہیں، اور اس کو بیچا جاتا ہے، شیئرز کے معنی حصہ کے ہیں، چھوٹے چھوٹے حصوں کے ہیں، تو کروڑوں کی کمپنیاں، اربوں کی کمپنیاں ہوتی ہیں، اس کو چھوٹے چھوٹے حصہ کرکے بیچا جاتا ہے، ۱۰۰/سو روپئے کا ایک شیئر، ۲۰۰/دوسو روپئے کا ایک شیئر۔

یہ جائز ہے چند شرائط کے ساتھ، سب سے پہلی شرط جائز کاروبار ہو، شراب وغیرہ کا نہ ہو، دوسری شرط اگر جزوی طور پر کچھ حرام کاروبار بھی ہے تو وہ ۳۳/فیصد سے زیادہ نہ ہو، تیسری شرط اس کو جو نفع حرام کا بھی آئے گا، حلال کا بھی آئے گا، حرام کا نفع ۵/فیصد سے زیادہ نہ ہو، چوتھی شرط وہ کمپنی جو شیئرز دے رہی ہے سودی قرض حاصل نہ کرے، سودی قرض پر اس کی بنیاد نہ ہو، اگر سودی قرض لیتا بھی ہے کسی مجبوری میں تو ۳۳/فیصد سے زیادہ نہ ہو، پانچویں شرط کمپنی کے شیئرز کو اس کی زیادہ قیمت میں اس وقت بیچنا جائز ہے، کمپنی کا شیئرز کا تو مثلاً ۵۰/روپئے کا ہی ہے، اب اس کو بیچ رہے ہیں تو اس وقت جائز ہے جبکہ ۵۰/فیصد کمپنی کا سرمایہ اور اس کا کیپٹل ایسٹس کی شکل میں ہو، سامان کی شکل میں ہو، پیسے کی شکل میں ہی ابھی کمپنی ہے، ۱۰۰/سو روپئے کو بیچا جائے گا زیادہ قیمت میں، ۱۵۰/ایک سو پچاس روپئے میں، تو پیسوں کو پیسوں کے بدلہ میں کمی زیادتی سے بیچنا ناجائز ہے، اسی لئے کمپنی کے شیئرز کو اس کی قیمت سے زیادہ اسی وقت بیچنا جائز ہے جبکہ کمپنی صرف لکوڈ (Liquide) اور سیال اور کیش کی شکل میں نہ ہو، بلکہ سامان کی شکل میں ہو۔

چھٹی شرط یہ ہے کہ جو رقم سود کی آجائے بینک میں رکھنے کی وجہ سے اس کے پیسوں کو بغیر ثواب کی نیت کے صدقہ کرے، ساتویں شرط اپنے شیئرز پر مکمل قرضہ ہونے کے بعد قانونی

قبضہ،حسی قبضہ،معنوی قبضہ جو بھی قبضہ ہے وہ ہونے کے بعد آگے بیچئے،کمپنی کا واقعی وجود ہونا چاہئے،صرف کمپیوٹر اور کاغذ پر نہیں ہونا چاہئے،شیئرز خریدنے کے ذریعہ سے پارٹنر بننا مقصود ہو،صرف کمی بیشی کر کے،اچھال دیکر پیسہ کمانا مقصود نہ ہو،پیسہ سے پیسہ کمانے کا نظریہ اسلام پسند نہیں کرتا،پیسہ سے محنت محنت سے پیسہ،پیسہ سے سامان سامان سے پیسہ کمانے کو اسلام پسند کرتا ہے،پیسہ سے پیسہ کمانا اسلام پسند نہیں کرتا ہے۔

دسویں شرط جو بہت زیادہ اہم ہے کہ شیئرز کے کاروبار میں نفع میں بھی شریک ہوں،نقصان میں بھی شریک ہوں،گیارہویں شرط یہ ہے کہ بہر صورت شیئرز ہولڈر کو ان کا نفع دیا جانا چاہئے،معمولی بہانوں کی وجہ سے ان کے نفع کو نہیں روکنا چاہئے،مکمل ڈلیوری(Delivery) ہوجائے شیئرز کی تب آگے آپ بیچئے،قیمت ادا کرنا،سودا فوراً لے لینا،شیئرز فوراً لے لینا یہ جائز ہے،قیمت بھی اب نہیں دوں گا،شیئرز بھی ابھی نہیں لوں گا،یہ فیچر سیل(Feature Sell) ہے جو ناجائز ہے،اور شارٹ سیل(Short Sell) بھی ناجائز ہے کہ میں زیادہ قیمت میں خریدوں،پھر اس کے بعد دوسرے آدمی کو دیدوں،اور دوسرے آدمی کو دینے کے بعد جب قیمت کم ہوجائے تو کم قیمت میں اس سے خریدلوں،یہ شارٹ سیل بھی ناجائز ہے،اور مارجن سیل(Margin Sell) میں اگر سود ہو تو ہو بھی ناجائز ہے،تو شیئرز کے اندر جس کو تجربہ ہو اسی کو ہاتھ ڈالنا چاہئے،جس کو اس لائن کا تجربہ نہ ہو اس کو نہیں جانا چاہئے،اور جہاں پر شرعیہ کمپلین(Shariya Complain) کا نام لیا جارہا ہے،ٹاٹا میں،پارسولی میں،اور عالمی سطح کے بعض جو شیئرز کے خریدنے بیچنے کے لئے رہبری کرنے والی تنظیمیں ہیں تو اس کے ایڈوائزری(Advisory) باب میں اگر علماء موجود ہیں،با اعتماد شخصیتیں موجود ہیں تو اس شرعیہ کمپلین کے ذریعہ سے شیرز کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے،ورنہ اس قسم کے کاروبار میں جانا سادے،سیدے آدمی کے لئے نقصان دہ ہے۔(۱)

---

(۱) مزید تفصیلات کے لیے ادارہ کی کتاب سود احکام ومسائل کا مطالعہ کریں۔

تمرینی سوالات

(۱) بٹ کوئن کی حقیقت، فوائد، نقصان اور حکم بتائیں؟

(۲) شیئرز کسے کہتے ہیں؟ اس کے جائز ہونے کی کیا کیا شرطیں ہیں؟ قلمبند کریں۔

سولہواں درس

سونے چاندی اور کرنسی کے خرید وفروخت کے احکام

اس زمانہ میں جو روپیہ ہے اس کو علماء نے ثمن اعتباری مانا ہے، اس کو حقیقی ثمن نہیں مانا ہے، اس لئے سونے چاندی کے بدلہ میں ادھار خرید وفروخت بھی جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ سونا چاندی یا پیسے اسی مجلس میں دئے جائیں، دونوں ادھار نہ رہ جائیں، ثمن اور مبیع دونوں کا ادھار رکھنا یہ جائز نہیں ہے، سونے چاندی کے کاروبار میں عام طور پر ایک صورت حال جو پیش آتی ہے، وہ یہ ہے کہ بڑے بڑے سونے کی کمپنیاں مالہ بار (Malabar) وغیرہ اعلان کر دیتی ہیں کہ آپ ہر مہینہ کو ہزار، دو ہزار جمع کراتے رہئے، دو سال، چار سال کے بعد میکنگ چارجز (Making charges) کے بغیر GST کے بغیر اتنا سونا ہم آپ کو بڑھا کر دیدیں گے، اس طرح سے خریدنا بیچنا جائز ہے، ایسی اسکیم سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

دوسری بات فارکس ٹریڈنگ (Farkas Trading) کی ہے۔

عام طور پر اس کی دو شکلیں ہیں، فارن کرنسی ایکس چینج ہے، فارن کمیڈٹی (Foreign Commodity) ایکس چینج ہے، فارن کرنسی ایکس چینج میں ڈالر کو ریال سے، ریال کو روپیہ سے لین دین ہوتا ہے، اور فارن کمیڈٹی ایکس چینج میں آیل، سونا و چاندی وغیرہ کا خریدنا بیچنا ہوتا ہے۔

یہ اس وقت جائز ہے پہلی شرط اشیاء معدوم نہ ہو، جو چیز بیچی جارہی ہے وہ موجود ہو، دوسری شرط فرضی چیزوں پر کاروبار نہ ہو، سٹا ہوجائے گا، اور بیع کی تمامیت کے لئے، خریدنے بیچنے کا معاملہ پورا کرنے کے لئے شرط یہ ہے کہ قانونی قبضہ، یا فزیکلی حسی قبضہ یا حکمی قبضہ ہوجانا چاہئے، چوتھی شرط یہ ہے کہ قبضہ سے پہلے آگے بیچنا جائز نہیں ہے، چھٹی شرط یہ

ہے کہ جب بھی پیسے کو کرنسی کے ساتھ یا پیسے کو سونے چاندی کے ساتھ آیل کے ساتھ بیچا جاتا ہو، تو کسی ایک پر مجلس میں قبضہ ہوجانا ضروری ہے، ایک دن، دو دن کا وقت نہ لگتا ہو آن لائن ہونے کی وجہ سے، اگر وہ ایکس چینج کمپنی (Exchange Company) والا، جو بروکری کا کام کرتا ہے وہ قرض لیکر نفع دے تو سود ہے، ناجائز ہے، کبھی بھی قرض اور بیع کو ایک ساتھ جمع نہیں کیا جاسکتا، **نهى عن بيع و سلف**،(۱) میں آپ کو اس شرط پر یہ گاڑی بیچ دوں گا ۵۰۰۰۰/ پچاس ہزار میں کہ آپ مجھے ۱۰۰۰۰۰/ایک لاکھ روپئے قرضہ دیجئے، یہ معاملہ نہیں کیا جاسکتا ہے، بیع الگ کیجئے، قرض الگ کیجئے، اور ایکس چینج کرنے والی کمپنی ہی خریدنے والی بھی بن جائے، بیچنے والی بھی بن جائے، یہ بھی نہیں ہوسکتا ہے، اگر وہ ہی بروکری کا کام کرتی ہے، اصول یہی ہے، کہ پیسہ سامان خریدنے کا ذریعہ ہے، پیسہ خود مقصد نہیں ہے، پیسہ وسیلہ ہے، قبضہ کے بغیر آگے بیچنا زبردست خطرہ کو مول لینا ہے، کرنسیوں کے اتار چڑھاؤ سے فائدہ اٹھانا شریعت اس کو عام طور پر پسند نہیں کرتی ہے، قرض پر کمیشن لینا بھی ناجائز ہے، حقیقی لین دین ہونا چاہئے، صرف اسکرین پر یا آن لائن فیگرس نہیں ہونے چاہئے، بلکہ واقعۃً وہ سونا، واقعۃً وہ چاندی، واقعۃً وہ پیتل، واقعۃً وہ آیل فزیکلی موجود ہو، صرف کمپیوٹر کے آنکڑے اور نمبرات، اعداد و شمار نہیں ہونے چاہئے، اللہ حرام سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔(۲)

تمرینی سوال

(۱) فارکس ٹریڈنگ کیا ہے؟ جائز ہونے کی کیا شرائط ہیں؟

---

(۱) ترمذی، حدیث نمبر: ۱۲۳۴

(۲) مزید تفصیل کے لیے مطالعہ کیجئے: سود احکام و مسائل

سترہواں درس

بینک کے مختلف کارڈس اور اس کے احکام

یہ بات کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ کیپٹل ازم (Capitalism)، سرمایہ دارانہ نظام، اور بینک کا نظام آپ کی خیر خواہی کے لئے نہیں چلایا گیا، آپ کو نفع پہنچانے سے زیادہ آپ کا خون چوسنے کے لئے بینک کے نظام کو دنیا بھر میں رواج دیا گیا، بینک کا نظام آپ کی آمدنی نہیں بڑھاتا ہے، آپ کی لالچ ضرور بڑھاتا ہے، آپ کا قرض ضرور بڑھاتا ہے، آپ کا خرچ ضرور بڑھاتا ہے، آپ کا انٹرسٹ اور سود ضرور بڑھاتا ہے، انسانی نفسیات سے کھیلنا انہوں نے اچھی طرح پڑھا ہے اور اچھی طرح سیکھا ہے، بینک سے جاری ہونے والے کارڈ تو بہت سے ہوتے ہیں، ایک کارڈ ہے ڈیبٹ کارڈ، جس کی حقیقت یہ ہوتی ہے کہ آدمی نے جتنے پیسے جمع کئے ہیں اتنے ہی پیسے اسے وہ کارڈ کے ذریعہ سے نکالنے اور ٹرانسفر (Transfer) کرنے اور خرچ کرنے خریدنے کی اجازت دی جاتی ہے، اس کارڈ کا استعمال کرنا جائز ہے، ہر جگہ پر آدمی پیسے اٹھا کر نہیں لیکر جا سکتا ہے، اور پیسے کی حفاظت نہیں کی جا سکتی ہے، ان سب خطرات سے آدمی بچ جاتا ہے ڈیبٹ کارڈ ہونے کی وجہ سے۔

کریڈٹ کارڈ (Credit Card) کے استعمال کا حکم:

لیکن دوسرا کارڈ ہے کریڈٹ کارڈ کہ جس کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ سے آپ پیسے نہیں ہونے کے باوجود آپ خرچ کر سکتے ہیں، پیسے کے مالک نہیں ہونے کے باجود خرچ کر سکتے ہیں، کتنا بڑا بے وقوف بنایا جا رہا ہے، اس کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ سے آپ بطور قرض کے فریج (Fridge) خرید لیجئے، واشنگ مشین (Washing Machine) خرید لیجئے، لیکن کریڈٹ کارڈ سے ہر ایک کو کریڈٹ نہیں دیا جاتا ہے، جس آدمی کے ٹرانزیکشن کو

حکومت نے دیکھا ہے، یا کمپنی نے دیکھا ہے، یا بینک نے دیکھا ہے، اس آدمی کے اندر استعداد ہے ادا کرنے کی، اور اس آدمی سے وصول کیا جاسکتا ہے اگر قرض دیا جائے، اس کی آمدنی کا اتار چڑھاؤ بتلا رہا ہے کہ یہ کریڈٹ کارڈ سے لیا جانے والا قرض ادا کرسکتا ہے، تبھی بنک اس کو کریڈٹ کارڈ دیتا ہے۔

کریڈٹ کارڈ کا استعمال کرنا عام حالات میں، ہندوستان جیسے ممالک میں ہرگز جائز نہیں ہے، آدمی اپنے نفس پر ضبط کر نہیں پاتا، اور اگر حسی پیسے ہو، فزیکلی اماؤنٹ کی شکل میں اگر پیسے ہوں، تو آدمی کو احساس باقی رہتا ہے، احساس تازہ رہتا ہے کہ میں ایک ہزار روپے خرچ کرنے کے لئے نکلا تھا، اب میرے ۸۰۰/ آٹھ سو روپے خرچ ہوگئے، ۲۰۰/ دو سو روپئے باقی ہیں؛ لیکن کریڈٹ کارڈ میں یہ احساس آدمی کا کم ہوجاتا ہے، قرض کا لینا اسلام میں پسندیدہ نہیں، جائز قرض کو بھی حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دعاؤں میں پناہ مانگی ہے، اللهم إنی أعوذبک من الکفر و الدین(۱)، اے اللہ کفر سے آپ کی پناہ، قرض سے آپ کی پناہ۔

یہ عجیب زمانہ ہے کہ ہر آدمی لاکھوں کے قرض میں ہے، تنخواہ آنے سے پہلے کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ سے کاٹ لی جاتی ہے، ہمیشہ آدمی مقروض رہ رہا ہے، خرچ کرنے کا اندازہ نہیں کرنا چاہتا، اور بینکوں نے یہ شرح دیکھ لی ہے، بینکوں نے انسانی طبیعتوں کو خوب پڑھ لیا ہے کہ اکثر لوگ کریڈٹ پر قرض لینے کے بعد ضرور سود ادا کرتے ہی ہیں، انٹرسٹ دیتے ہی ہیں، حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب اور دیگر اکابر یہ فرماتے ہیں، اگر کریڈٹ کارڈ پر پیسے نکال بھی لئے جائیں اور وقت پر ادا کردیا جائے، تب بھی عام حالات میں جائز نہیں ہے اس لئے کہ وقت پر ادا کرنے کے باوجود آپ نے کریڈٹ کارڈ کا جو فارم بھرا ہے، اس فارم میں آپ نے کہا ہے کہ جتنی دیر ہوگی میں اتنا شرح سود، اتنا میں انٹرسٹ ادا کروں گا، سود کی

---

(۱) سنن نسائی، حدیث نمبر: ۵۴۷۳

مذمت میں، بیاج کے حرام ہونے پر، جو آیتیں اور حدیثیں ہیں، جو وعیدیں اور سنگینی ہیں وہ ہمارے ذہنوں سے اوجھل نہیں ہونی چاہئے، وقت پر ادا کرنے کی وجہ سے آپ سودی عمل تو نہیں کر رہے ہیں؛ لیکن سودی معاملہ تو کر رہے ہیں، کیوں کہ کریڈٹ کاڈ میں آپ نے یہ معاہدہ کر رکھا ہے کہ تاخیر پر میں ضرور بیاج ادا کروں گا، جب آپ کی ضرورت ڈیبٹ کارڈ سے پوری ہوتی ہے تو آپ کریڈٹ کارڈ میں کیوں جا رہے ہیں، وہ ملک جہاں پر کریڈٹ کارڈ کے بغیر آپ نہیں رہ سکتے، یا وہ ٹرانزیکشن کہ جہاں کریڈٹ کارڈ کے بغیر ٹرانزیکشن نہیں کیا جا سکتا ہے، تو بقدر ضرورت، بوقت ضرورت کریڈٹ کارڈ استعمال کر سکتے ہیں؛ لیکن عام حالات میں، ہندوستان جیسے ملکوں میں کریڈٹ کا استعمال نہیں کیا جا سکتا ہے۔

کریڈٹ کارڈ پر ملنے والے پوائنٹس (Points) کا حکم:

ایک مسئلہ جو اس سے متعلق ہے، کریڈٹ کارڈ کے استعمال کرنے والوں کو پوائنٹس دئے جاتے ہیں، کوئی کارڈ سلور ہوتا ہے، کوئی کارڈ گولڈن ہوتا ہے، ٹرانزیکشن اور لین دین کی رفتار کو دیکھ کر مختلف سہولتیں کارڈ ہولڈر کو دی جاتی ہیں، جاننا چاہئے کہ وہ سہولیات، وہ ائیر پورٹ کے لاج (Lodge) اور انٹرنیٹس فائیو اسٹار ہوٹل (5 Star Hotel) کے قیام کی فیسلٹی (Facility) جو کارڈ کی بنیاد پر دی جارہی ہے دینے والا کون ہے؟ اگر بینک دے رہا ہے تو چونکہ بینک کا کاروبار ۱۰۰/سو فیصد حرام ہے تو اس کے پوائنٹس استعمال نہیں کئے جاسکتے، البتہ آپ جس کمپنی سے سامان خرید رہے ہیں وہ کمپنی والا آپ کو کوئی ایسے پوائنٹس اور کوئی اسکیم، کوئی انعام دیتا ہے، بونس دیتا ہے، جس کمپنی سے آپ خرید و فروخت کر رہے ہیں تو جائز ہے، یا اسی طریقہ سے کارڈ جاری کرنے والی کمپنی اگر وہ یہ پوائنٹس دے رہیں، کارڈ جاری کرنے والی کمپنی بینک نہیں ہے، کوئی اور کمپنی ہے، اپنے کاڈ استعمال کرنے والوں کو وہ پوائنٹس دیتی ہے، تو ایسے پوائنٹس کا استعمال کرنا بھی درست ہے، جہاں جہاں پر یہ پوائنٹس بینک دیتا ہے یا جہاں پر یہ پوائنٹس کوئی سودی ادارہ دیتا ہے، تو ان کارڈ کے ساتھ آنے والے پوائنٹس کا

استعمال کرنا، ائیر پورٹ لاج (Laudge) کا استعمال کرنا، فائیو اسٹار ہوٹل کے قیام کو استعمال کرنا یہ جائز نہیں ہے، حرام سے نگاہ ہٹ جائیگی اللہ حلال دروازہ کھول دیں گے۔(۱)

تمرینی سوالات

(۱) ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ کا طریقہ استعمال کیا ہے؟
(۲) کریڈٹ کارڈ کا حکم اور نقصانات ذکر کریں۔
(۳) کریڈٹ کارڈ پر ملنے والے پوائنٹس کا حکم بتائیں۔

(۱) مزید تفصیل کے لیے ادارہ کی کتاب سود احکام و مسائل کا مطالعہ کریں۔

اٹھارواں درس

انشورنس اقسام اوراحکام

کیپٹل ازم نے،سرمایہ دارانہ نظام نے بڑے بڑے کاروباریوں کے کاروبار کو بچانے کے لئے انشورنس کاایک نظام شروع کیا کہ اگراس کا نقصان ہوجائے تواس کی پابجائی کرنے کا،ریکوری کرنے کا کیا طریقہ ہو،اس کے لئے لوگوں سے پھرالگ الگ پیسے لئے گئے،جیسے بینک میں ڈپوزٹر(Depositer) سے ہی پیسے لیکر بینک چلایا جاتا ہے،اور بڑے بڑے بنیوں کولون(Loan) دیا جاتا ہےغریبوں کے مقابلہ میں،ایسے ہی انشورنس کے نام پرنظام شروع کیا گیا،ان بنیوں کی بڑی جائدادوں کو بچانے کے لئے،غریب کوتو انشورنس کا پیسہ وصول کرنے میں قانونی کاروائی کرتے ہوئے ہی چپل گھس جاتے ہیں،انشورنس کا بہت بڑاپیسہ بہت بڑی مقدارمیں کمپنیوں کے پاس جمع ہوجاتا ہے،انشورنس کا جوڈھانچہ بنا ہوا ہے،جواسٹرکچر(Structure) بنا ہوا ہےکیپٹل ازم میں وہ توحرام ہے،اس لئے کہ اس میں سودبھی ہے جوابھی ہے۔

سوداس طور پر ہے کہ آپ لائف انشورنس کرائیے،دس سال تک جمع کیجئے آپ کے جمع کئے ہوئے پانچ لاکھ کو آٹھ لاکھ کرکے دیا جائے گا،سات لاکھ کرکے دیا جائے گا،پندرہ لاکھ کرکے دیا جائے گا یہ سود ہے۔

جوابھی ہے کہ اگرآپ کا انتقال دس سال کے انشورنس میں دوسال میں ہی ہوجائے،چارسال میں ہی ہوجائے تو پھرآپ کو ہم پانچ لاکھ کے بجائے بیس لاکھ دیں گے،سات لاکھ کے بجائے بیس لاکھ ہم آپ کو دیں گے،بڑی رقم دیدیں گے،تو یہ جوا ہے،اورسودبھی ہے اس میں،ان کے پاس ایک کیلکلیشن(Calculation) ہوتا ہے

آئندہ آنے والے خطرات کے سلسلہ میں، اسلام یہ سمجھتا ہے کہ رسک کو بیچا نہیں جا سکتا، خطرہ کو نہیں بیچا جا سکتا، اسلام یہ کہتا ہے کہ صدقہ بلاؤں کو ٹالتا ہے، چھپا کر دیا جانے والا صدقہ بری موت کو بچاتا ہے۔

اسلام یہ کہتا ہے کہ کاپریٹو سسٹم (Cooperative System) جنریٹ کرنا چاہئے، پیدا کرنا چاہئے، باہمی امداد کی شکلیں کہ بھائی بھائی ایک ہاسپٹل کے لوگ، ایک کاروبار کے لوگ، ایک بستی کے لوگ، ایک برادری کے لوگ، پانچ، پانچ سو روپئے، ایک، ایک ہزار روپئے جمع کریں اور اصول ضابطہ کے مطابق یہ وقف کی شکل ہو، اور جس میں سے جو مصیبت زدہ ہو، اس کو وہ رقم دیدی جائے، اور اگر وہ رقم بچ جاتی ہے کسی پر استعمال نہ ہو، تو پھر جس نے جتنے فیصد جمع کیے ہیں اس کو اتنی رقم حوالہ کر دی جائے، تکافل کا ایک نظام ہے، اس کو چلایا جا سکتا ہے، اس امدادی شکل کو رواج دینا بھی دین کا کام سمجھنا چاہئے، تو انشورنس تو اپنی حقیقت کے اعتبار سے جوے اور سود پر مشتمل ہے، اسی لئے اس کی مخالفت کی جاتی ہے۔

انشورنس کی مختلف قسمیں:

انشورنس کی کئی قسمیں ہیں، عام حالات میں کمپنیوں کی طرف سے گروپ انشورنس کروایا جاتا ہے، پورے ملازمین کی طرف سے لاکھوں، کروڑوں روپیہ انشورنس کمپنی کو دیا جاتا ہے چونکہ وہ بڑی رقم ہوتی ہے، اور بغیر اختیار کے گروپ انشورنس کرادیا جاتا ہے، آپ سے پوچھا نہیں جاتا، گروپ انشورنس سے جو رقم آپ کو مل جائے آپ فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اسی لئے کہ وہ جمع کی گئی ہی رقم ہے، جو آپ کی کمپنی نے انشورنس کمپنی کو دیا ہے۔

ایک انڈیوجول (Individual) انشورنس ہے، آپ اپنے طور پر کراتے ہیں، پیسے جمع کراتے ہیں، تو یہ ناجائز ہے، عام حالات میں نہیں کیا جا سکتا ہے، جمعیت علماء ہند نے گزشتہ کے اپنے ادارۃ مباحث الفقہیہ میں کورونا کے بعد کہا ہے کہ مجبوری کی حالت ہو اور

علاج بہت زیادہ نا قابل برداشت ہو، بیماریاں بہت لمبی ہوجاتی ہوں تو پھر اضطراری حالت میں، ہیلتھ انشورنس کرایا جاسکتا ہے، لیکن نارمل حالات میں نہیں کرایا جاسکتا ہے، فسادات میں انشورنس کا کوئی فائدہ نہیں ہے، کیونکہ انشورنس کمپنیاں ہاتھ اٹھا دیتی ہیں، وہ سیلاب کے نقصان کی ریکوری نہیں کرائیں گی، اور نہیں کرایا انہوں نے، اور کورونا کے زمانہ میں بھی کورونا کے نقصان کی ریکوری انشورنس سے نہیں کی گئی، اور اسی طریقہ سے سیلاب اور طوفان میں جو نقصان انسانی اور مالی ہوتا ہے تو اس کی بھی ریکوری انشورنس کمپنیاں نہیں کراتی ہیں۔

تیسری پارٹی انشورنس جو وہیکل انشورنس کرانا ضابطہ کے مطابق ضروری ہوتا ہے، سرکاری سطح پر، کرانا تو جائز ہے، لیکن جو جائز رقم ہے اس کا استعمال کرنا ہمارے لئے جائز نہیں ہے، اس کا کاروبار بھی ہمارے لئے کرنا جائز نہیں کہ یہ تو بقدر ضرورت ہی جائز ہوگا۔

البتہ کوئی دوسرا آدمی ہمیں مار دے، اور اس کے پاس انشورنس کے پیسے آتے ہیں اور وہ کافر ہے تو پھر اس کافر کی طرف سے دی جانے والی رقم سے ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اس کی بہت ساری وجوہات ہیں، اور جبکہ سامنے والے کی غلطی سے ہی یہ حادثہ پیش آیا، اور اس نے ہماری گاڑی کو یا ہماری سواری کو نقصان پہنچایا، البتہ اگر ہم نے کسی کو مار دیا ہے، اور ہم نے کسی کو اپنی غلطی سے تکلیف پہنچائی ہے تو ہم کو چاہئے کہ ہم اس کے نقصان کی تلافی کریں، اور اپنی جو جمع کی ہوئی رقم ہے اس سے تو فائدہ اٹھانا جائز ہی ہے، اپنی جمع کی ہوئی رقم کسی بھی طریقہ سے اس کمپنی سے اگر آپ کو واپس مل جاتی ہے کسی حوادث میں تو اتنی رقم جائز ہے، زائد رقم ناجائز ہے، اور اگر وہ شخص بہت زیادہ مستحق ہے، فقیر ہے، نادار ہے تو انشورنس کے ذریعہ سے ملنے والی رقم کو وہ استعمال کرسکتا ہے، اس کے لئے وہ جائز ہے، لیکن عام حالات میں، خوشحال آدمی کے لئے انشورنس میں جمع کی جانے والی رقم سے زائد رقم کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

سفر عمرہ میں بھی انشورنس کروایا جارہا ہے، ٹرین میں انشورنس کروایا جارہا ہے، پوری دنیا کے اندر مختلف شکلوں میں انشورنس کی شکلیں، انشورنس کا طریقہ چلا دیا گیا ہے، قانونی ضرورت ہونے کی وجہ سے تو کرایا جاسکتا ہے، لیکن عام حالات میں ملنے والی زائد رقم سے

فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا ہے،اور تکافل کے نظام کو امت میں چلانے کی ضرورت ہے، چھوٹی سطح پر، برادری کی سطح پر، خاندان کی سطح پر، مدرسہ کی سطح پر، اسکول کے اسٹاف کی سطح پر، کمپنی کے اسٹاف کی سطح پر تکافل کا نظام جاری کیا جاسکتا ہے، دیکھئے انشورنس کے آنے کے بعد بھی آپ کے مسائل حل نہیں ہوئے۔

یاد رکھنا چاہئے بینک سے سود لینے کے باوجود بھی ہمارے مسائل حل نہیں ہوئے، انشورنس والا جب دواخانہ میں جاتا ہے تو اندھا دھن بل بنانے کے بعد پھر زائد رقم لانا ہی پڑتا ہے، جب انشورنس کا اماؤنٹ ختم ہوجائے، سب حرام والوں کی ترقی نہیں ہوگئی کہ ہم افسوس کرنے لگے کہ کاش ہم بھی حرام میں چلے جاتے تو ہمارے ترقی ہوجاتی، ایسا نہیں ہے، مال کی کمی دین کی کمی کا ذریعہ نہیں بنتی ہے، دین کی کمی ختم کرنے کے لئے مال کی زیادتی اصل نہیں ہے، کیپٹل ازم کی خاصیت یہ ہے کہ چند بنیے ہی ترقی کریں گے، پورا ملک ترقی نہیں کرے گا، اس وجہ سے چاہے بینکنگ کا نظام ہو، لون کا نظام ہو، یا انشورنس کا نظام ہو چند لوگوں کی ترقی ہوتی ہے، سب کی ترقی نہیں ہوتی۔

صحابہ کا افلاس ہم سے زیادہ تھا، لیکن صحابہ نے سود اور بیاج کے راستہ کو نہیں اپنایا، ہم کیوں اپنائیں، حالات آنے پر ہم سوچتے ہیں کہ اس کا حل کیا ہے، پہلے سے علماء بتلائیں تو ہم ان جائز ترکیبوں کو نہیں اپناتے ہیں۔

دوسری قوموں کی ترقی کی وجوہات، ان کا انتظام، ان کا اتحاد، ان کا استقلال مزاج، مستقل مزاجی سے کام کرنا، ان کی نرمی، ان کی عاقبت اندیشی، آگے کے سارے مسائل کو سوچ کر قدم اٹھانا، ان کی سادگی اور ان کی قوم کی محنت یہ ان کی ترقی کی وجوہات ہیں، آپ انشورنس کمپنیوں کے اوپر ڈالے جانے والے مقدمات اور کیس دیکھئے کس طریقہ سے کلائنٹ کو ستایا جاتا ہے انشورنس کی رقم دینے کے لئے، اور علاج وہی کروائیے جو آپ کرواسکتے ہیں، شفاء دینے والے تو اللہ ہی ہیں، حرام کا سہارا لینے کی کیا ضرورت ہے؟ موت ہی مقدر ہے تو جو مولیٰ کی مرضی ہے وہ ہی میری مرضی ہے، علماء کرام سے اختیاری حالات، اضطراری حالات کے

مسائل پوچھ لینا چاہیے، اللہ تعالی ہر قسم کے حوادث سے ہم سب کو پناہ عطا فرمائے۔(۱)

تمرینی سوالات

(۱) انشورنس کا نظام کیوں شروع کیا گیا؟ کیا اس کے مقاصد ہیں؟

(۲) کیا انشورنس جائز ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اسلام اس کا کیا حل پیش کرتا ہے؟

(۳) انشورنس کی کتنی قسمیں آپ جانتے ہیں مع حکم قلمبند کریں۔

(۱) اس کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے ہماری کتاب ''سود احکام و مسائل''

انیسواں درس

بروکری (Brokery) کے مسائل

بروکری کا کاروبار، کمیشن کا کروبار بہت زیادہ دنیا کے اندر رواج پاتا جارہا ہے، اس کاروبار میں بطور خاص دھوکہ دہی نہ ہونا چاہئے، **من غش فلیس منا**(۱)، جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں، خلاف حقیقت باتیں نہیں سنانی چاہئے، حقیقت میں جو باتیں ہیں وہی سنانی چاہئے، بروکری کے مسائل میں یہ بات سب سے پہلے طے ہونی چاہئے کہ آپ کمیشن پر کاروبار کررہے ہیں، آپ بروکری کا کاروبار کررہے ہیں، آپ کوئی رفاہی ادارہ نہیں چلارہے ہیں، چیرٹی کا کام نہیں کررہے ہیں، خدمت خلق کا کام نہیں کررہے ہیں، آپ بھائی یا دوست ہونے کے ناطے ساتھ نہیں دے رہے ہیں، بلکہ آپ واضح طور پر کاروبار ہی کررہے ہیں جس کو بروکری یا کمیشن اجینٹ (Commission Agent) کہا جاتا ہے۔

حرام کاموں میں بروکری جائز نہیں:

دوسری بات حرام کاموں میں بروکری جائز نہیں ہے، زنا کاری پر بروکری، ناجائز قبضوں پر بروکری، ایسے کاروبار جو حرام ہیں اس میں بروکری کرنا جائز نہیں ہے، تیسری اصولی بات، واجبی ذمہ داری میں بروکری کی اجرت نہیں لے سکتے آپ، واجبی ذمہ داری میں، مثلاً آپ سرکاری شعبہ میں کام کررہے ہیں آپ سرکار کے ٹھیکدار ہیں، آپ سرکاری آفس میں کام کررہے ہیں، یا کسی پرائیوٹ کمپنی کے ملازم ہیں، آپ کی نوکری اور ملازمت ہی یہ ہے کہ امپلائز (Employees) اور ملازمین کو کھانا لاکر دیں، امپالائز اور ملازمین کے لئے اے۔سی (AC) فٹ کریں، آفس کی جگہ پر رنگ روغن کرائیں، کلر کرائیں، کار

---

(۱) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۳۴۵۲

پینٹری کا کام کرائیں، تو یہ سب آپ کی واجبی ذمہ داری ہے۔

آپ جا کر دوکان میں کہتے ہیں مجھے اے۔سی تو خریدنا ہے، آپ مجھے کیا کمیشن دیں گے، کارپینٹر (Carpenter) سے کہتے ہیں کہ آفس کے لئے فرنیچر بنانا ہے آپ کا کو کمیشن دیجئے؛ لیکن آپ کمیشن مجھے کیا دیں گے، تو ظاہر ہے کہ یہ آپ کی واجبی ذمہ داری ہے، آپ اس کمپنی اور ادارے اور آفس کے ملازم ہیں، یہ کام آپ کو کرنا ہی ہے، تنخواہ آپ کو دی جارہی ہے، کارپینٹر سے ہارڈ ویئر (Hardware) کی دوکان سے، اے۔سی کی دوکان سے اپنا کمیشن لینا واضح طور پر ناجائز ہے، اپنے ادارہ کے ساتھ خیانت اور بد دیانتی یہ ہے۔

اسی طرح آپ اپنی طرف سے اپنے آفس میں کوئی کام کروارہے ہیں جو واجب تو نہیں ہے، جو آپ کی ذمہ ادری تو نہیں ہے؛ لیکن آپ اونر (Owner) سے، امپلایر (Employer) سے، حکومت سے پیسے لیکر کروارہے ہیں، بعض مرتبہ گھر میں بھائی ایک کرواتا ہے والد سے پیسے لیکر، ایک دوست کرواتا ہے دوست سے پیسے لیکر، تو یہ ایک مباح کام ہے جو آپ کررہے ہیں، واجب نہیں ہے، لیکن اس پر بھی آپ کمیشن نہیں لے سکتے ہیں، سامنے والا سمجھتا ہے کہ آپ اپنائیت میں کررہے ہیں، دوستی میں کررہے ہیں، تبرعاً کررہے ہیں، اجارۃً و کالۃً جُعالۃً آپ کررہے ہیں، وہ نہیں سمجھتا ہے۔

کمیشن کی رقم متعین ہو:

کمیشن کا فیصد یا کمیشن کی رقم پہلے سے واضح طور پر طے ہونی چاہئے، جیسے رئل اسٹیٹ (Real estate) کے کاروبار میں طے ہوتا ہے بالعموم ایسے ہی ہر بازار میں طے ہونا چاہئے، اور آپ کو بھی ایسی کاروائی کرنے سے پہلے چاہئے کہ آپ اپنی بروکری کی اجرت اور اپنے کمیشن کا فیصد یا متعینہ رقم آپ طے کر کے بعد میں کسی قسم کا جبر نا ہو، تعلقات میں بدمزگی نہ ہو، اور اکھاڑ پچھاڑ کی کیفیت، بازار میں تحاسد وتباغض کا ماحول، ایک دوسرے کے بارے میں بغض اور حسد رکھنے کا ماحول نہیں ہونا چاہئے، بروکری میں آپ کتنا کام کر کے

دیں گے،آپ رشتہ لگانے کی بروکری کررہے ہیں،آپ زمین بیچنے خریدنے کی بروکری کررہے ہیں،آپ کرایہ کا مکان دلانے کی یا کرایہ کو لانے کی بروکری کا کام کررہے ہیں،تو بروکری میں کام کتنا ہوگا یہ طے ہونا چاہئے کہ گاہک لانے کے پیسے لے رہا ہوں یا پورا ایگریمینٹ کرانے کے پیسے لے رہا ہوں، پورے رجسٹریشن کے بعد میں پیسے لوں گا۔

بروکری کا عمل کتنے پروسیزر پر مشتمل ہوگا یہ طے ہونا چاہئے، ہوٹل کے باہر میں کھانے والوں کو لاؤں گا،کاروالا ائیر پورٹ سے لاکر آپ کے گھر پر دے گا، پوری امانت داری کے ساتھ،تو اس لئے بروکری میں بروکری کا عمل کس حد تک ہوگا کہ جس کے بعد یہ کہا جائے گا کہ میری ذمہ داری ہوچکی ہے،اب بروکر کا کوئی تعلق نہیں رہا،تو بروکری کی حد بندی ہوجانی چاہئے، بروکری میں اور دلالی میں پارٹنرشپ ہوسکتی ہے،ہم دونوں ملکر اس زمین کو بیچیں گے،ہم دونوں ملکر اس مکان کے خریدار کو لائیں گے،تو دلالی کے بروکری کے کاروبار میں مشترکہ کاروبار بھی ہوسکتا ہے۔

ڈاکٹری میں کمیشن:

ڈاکٹری میں کمیشن، فارمیسی (Pharmacy) میں کمیشن، دیکھئے ڈاکٹری کا شعبہ انسانی خدمت کا شعبہ ہے،ڈاکٹری کا شعبہ ایک ہمدردی والا شعبہ ہے،بہت زیادہ مہنگا کرنا، انسانیت کے خلاف ہے،اور ہوس تو کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے،آدم کی اولاد کو دو سونے کے پہاڑ بھی مل جائیں،کمیشن، بروکری، دلالی ڈاکٹری کے ماحول میں لیا جاتا ہے،اس کی مختلف شکلیں ہیں، میں ڈاکٹر ہوں، بہرصورت آپ کے لیب (Lab) میں بھیجوں گا، میں ڈاکٹر ہوں بہرصورت آپ کی میڈیکل میں دواء کے لئے بھیجوں گا، چاہے لیب کی ضرورت ہو یا نہ ہو،اس ٹیبلٹ کی ضرورت ہو یا نہ ہو، میں بہرصورت میں بہرصورت اتنے مہینہ میں اتنے لاکھ کا بل آپ کو لاکر دوں گا،آپ بتائے مجھے کمیشن کیا دیں گے، یہ تو صاف طور پر حرام ہے، بے برکتی کا ذریعہ ہے، دوسرا طریق یہ ہے اس سے بہتر فارمیسی

یہاں موجود ہے، اور خود پیشنٹ کو ضرورت بھی نہیں ہے، لیکن اس کے باوجود بھی محض کمیشن کے لئے کسی فارمیسی پر بھیجا جاتا ہے، کسی لیب پر بھیجا جاتا ہے یہ بھی ناجائز ہے۔

تیسری شکل: لیب والا یہ جانتا ہے فارمیسی والا یہ جانتا ہے کہ مجھے فلانے ڈاکٹر نے ریفر (Refer) کیا ہے، اور مجھے ریفرل اماؤنٹ دینا ہے، وہ ٹیسٹ ۵۰۰/ پانچ سو روپئے میں کیا جاتا تھا، لیکن چونکہ ریفرل اماؤنٹ (Referral Amount) دینا ہے تو اس لئے ۶۰۰/ چھ سو روپئے کا بل بنواؤ، اور سو روپئے پیشنٹ سے لیکر ڈاکٹر کو دئے جائیں، یہ بھی ناجائز ہے۔

ایک شکل یہ جائز ہے کہ محض ضرورت کے ٹیسٹ کروائے جائیں، مناسب جگہ پر کیا جائے، اور آپ کو ریفرل اماؤنٹ دینا ہے اس لئے ٹیسٹ اور دواء کی قیمت میں اضافہ نہ کیا جائے، اور لیب اور میڈیکل والا اپنی جیب سے، اپنے نفع سے، صحیح صحیح چیز ٹیسٹ کر کے بطور انعام کے آپ کو دوائی دیتا ہے، بطور انعام کے کسی ملک کے سفر کی ٹکٹ دیتا ہے، کسی جگہ کے ٹور کا پیکیج (Package) دیتا ہے، تو آپ اس کو قبول کر سکتے ہیں، مسئلہ کے اعتبار سے جائز ہے، تقوے کی بات، انسانی ہمدردی کی بات یہ ہے کہ آپ آنے والے کمزور بیماروں کے علاج پر خرچ کر دیں، آنے والے نادار بیماروں کی دوائی پر خرچ کر دیں، تقوے کا تقاضہ، انسانیت کا تقاضہ تو یہی ہے، لیکن مسئلہ کے اعتبار سے جو صورت جائز ہے وہ بھی آپ کو بتا دی گئی ہے۔

کہ جائز ٹیسٹ ہو، مناسب جگہ ہو، اور آپ کے بھیجنے کی وجہ سے ریٹ اور قیمت میں اضافہ نہ ہو، اور اس کمیشن کے لینے کی وجہ سے آپ کی طبیعت پر اس کمپنی کا دباؤ نہ ہو، اور وہ خوشی سے بطور انعام کے اپنی کمائی اور اپنے نفع میں سے دیتا ہے تو جائز ہے، اللہ تبارک وتعالی ہر قسم کے ناجائز کمیشن سے بچائے۔

کمیشن پر چندہ کرنے کا حکم:

مدرسوں میں، مسجدوں میں چندہ میں کمیشن، مزدور کے اندر مزدوری کرنے میں جوش آئے اس کے لئے انعام طے کر سکتے ہیں آپ کے سفیر صاحب کی تنخواہ، چندہ وصول

کرنے والے کی تنخواہ ۱۰۰۰۰/دس ہزار روپئے رہے گی، اگر وہ ۱۰۰۰۰۰/ایک لاکھ روپئے چندہ کریں گے تو ہم ان کو ۱۲۰۰۰/ بارہ ہزار روپئے دیں گے، ۲۰۰۰۰۰/دو لاکھ چندہ کریں گے تو ہم ان کو ۱۴۰۰۰/ چودہ ہزار دیں گے، ہر لاکھ پر ۲۰۰۰/دو ہزار روپئے کا انعام دیں گے، تنخواہ کے علاوہ، تو اس طرح بطور انعام کے ایک رقم طے کرنا جائز ہے، تاکہ کام کرنے والے کے اندر جوش پیدا ہو، حوصلہ بڑھے، لیکن صرف کمیشن طے کرنا، کہ آپ ۱۰۰۰۰۰/ایک لاکھ چندہ لائیں ہم آپ کو ۵۰۰۰/ پانچ ہزار دیں گے، آپ ۲۰۰۰۰۰/دو لاکھ چندہ لائیں تو ہم آپ کو ۱۰۰۰۰/دس ہزار دیں گے، تنخواہ نہیں طے کوئی صرف کمیشن طے کی گئی، تو یہ بھی احناف کے عام قول کے مطابق جائز نہیں ہے، اور یہ بھی مدارس اور مساجد کے روح کے خلاف ہے کہ آپ جو بھی رقم لائیں آدھی آدھی ہم دونوں رکھ لیں گے، آدھی رقم چندہ وصول کرنے والا، اور آدھی جو مسجد مدرسہ کی طرف سے چندہ کیا گیا، تو آدھی رقم کمیشن کے طور پر بانٹ لینا یہ تو مدارس کی روح کے خلاف ہے، دینے والے کو پتہ چل جائے کہ لینا والا آدھی رقم بطور کمیشن کے کھا جاتا ہے تو ضرور وہ چندہ دینے والا اسے چندہ نہیں دے گا؛ لیکن قوم کو بھی اس رخ پر سوچنا چاہئے کہ چندہ دینا ہماری ضرورت ہے، مدرسہ یا مسجد یا کسی بیت المال کی ضرورت نہیں ہے، ہم خود جا کر پہنچائیں، آئن لائن ٹرانسفر کریں اپنی آخرت بنانے کے لئے، قبولیت کی صفات بنانے کے لئے۔

کار میکینک اور کمیشن کے مسائل:

ایک مسئلہ کمیشن میں کار پینٹروں اور چھوٹے چھوٹے کاروباریوں کو پیش آتا ہے، آپ کسی کار مکینک کے پاس اپنی گاڑی بنوانے کے لئے گئے، اس میں نیا ٹایر (Tyre) لگوانا ہے، نئ مشین ڈلوانا ہے، تو وہ کار مکینک آپ کو کسی خاص دوکان پر بھیجتا ہے، اور وہ دوکان والا وہ مشین یا وہ ٹایر اگر ایک ۱۰۰۰/ایک ہزار کا ہو تو ۸۰۰/آٹھ سو میں دیتا ہے، کبھی ۱۲۰۰/ بارہ سو میں دیتا ہے، کیونکہ اس مکینک کو باقی ۲۰۰/دو سو یا ۴۰۰/ چار

سو روپئے بطور کمیشن کے دینا ہے، دیکھئے وہ جو کار والے صاحب آپ کے پاس آرہے ہیں، آپ ان کار والے صاحب کی کار کی خدمت کر رہے ہیں، درست کر رہے ہیں، اور آپ اس کے نمائندہ بن چکے ہیں، اس رو سے دوکان والے سے جا کر آپ کا کمیشن وصول کرنا، دغا بازی اور غداری ہے، صحیح طریقہ یہ ہونا چاہئے کہ آپ واضح طور پر بولئے، کار پینٹر (Carpenter) صاحب بولئے، مالک سے بولئے کہ ٹایر خریدنے کے لئے اگر آپ دوکان میں جاتے تو یہ ٹایر ۱۰۰۰/ایک ہزار میں ملتا میں اگر لاتا ہوں تو یہ ۷۰۰/سات سو میں ملے گا، میری نارمل مزدوری تو اس کام کو کرنے کی پانچ سو ہوتی ہے، لیکن میں آپ کو سستا ٹایر ڈلوا بھی رہا ہوں کم قیمت میں اسی لئے آپ میری مزدوی بڑھا دیں، اجرت بڑھا دیں، اجرت میں مانگ کر لیجئے۔

یا دوسری شکل یہ ہوسکتی ہے کہ آپ وہ ٹایر خرید کر لائیں، وہ مشنری آپ خرید کر لائے، اور خرید کر لانے کے بعد آپ اس کار کے مالک کو بیچیں، اور جو قیمت بازار میں بیچی جاتی ہے وہ ہی قیمت میں بیچیں، تو آپ کو اس طرح سے بھی ۷۰۰/سات سو روپئے کی چیز ۱۰۰۰/ہزار میں بیچ کر ۳۰۰/تین سو روپئے کا نفع لینا درست ہوگا، لیکن آنے والے مالک کو اندھیرے میں رکھ کر اور اس کی ناواقفیت کا فائدہ اٹھا کر پیچھے کے راستہ (Back door) اس طرح کا کمیشن وصول کرنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو حلال روزی عطا فرمائے، ہر قسم کی حرام روزی سے پناہ عطا فرمائے۔(۱)

تمرینی سوالات

(۱) کیا بروکری رفاہی کام ہے؟ تعارف کرائیں۔

(۲) حرام کاروبار کی اجرت کیا جائز ہے؟ چند مثالوں سے سمجھائیں۔

(۳) کمیشن کی بے اعتدالیاں بتائیں۔

(۱) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے ادارہ کی کتاب ''رئیل اسٹیٹ۔احکام ومسائل''

(۴) ڈاکٹری کے پیشہ میں کمیشن کی بے اعتدالیوں کو ذکر کریں۔

(۵) کمیشن پر چندہ کرنا کیا جائز ہے؟ صحیح طریقہ کیا ہونا چاہیے؟

(۶) میکینک کے پاس ہونے والی بے اعتدالیاں بتائیں، اور صحیح طریقہ کیا ہونا چاہیے؟

بیسواں درس

سرکاری اسکیمات سے استفادہ

ہر ملک میں کچھ ایسے قوانین ہوتے ہیں، اور کچھ ایسی امدادی اسکیمات ہوتی ہیں کہ جس سے عوام کی فائنانشیل صورتِ حال، معاش درست کرنے کے لئے مختلف قرضے دئے جاتے ہیں، قرض دیئے جانے کی وجہ یہ ہے کہ قرض کے بجائے روپیہ مفت تقسیم کیا جائے گا، تو اس کی صحیح قدردانی اور اس کا صحیح استعمال نہیں ہوسکتا، ہندوستان ہمارے ملک میں مائنورٹیز جس میں مسلمان بھی شمار کئے جاتے ہیں، تو مائنورٹی اسکیمات (Schemes) کے تحت ایسی اسکیمات ہیں کہ جس سے قرضہ جات جاری کئے جاتے ہیں، لون دیا جاتا ہے، اس کا ایک طریقہ کار ہے کہ آپ کوئی بزنس کا پلان بنائیں، اور کسی بزنس مین یا کمپنی یا ٹھیکہ دار سے اس کی اپرول کرائیں، اور پھر اس کے بعد اور وہ تجارت کا خاکہ حکومت کو پیش کرے، اور حکومت آپ سے یہ بھی کبھی مطالبہ کرتی ہے کہ اگر پورا بجٹ ایک لاکھ کا ہے، تو ۳۰۰۰۰/تیس ہزار کی رقم آپ اپنی جیب سے حکومت کو ادا کریں، سرکار آپ کے لئے ۱۰۰۰۰۰/روپئے کی رقم جاری کرے گی، اس کو سبسڈی (Subsidy) کا نام دیا جاتا ہے۔

حکومت ۱۰۰۰۰۰/ ایک لاکھ جاری کرے گی، ۵۰۰۰۰/ پچاس ہزار معاف کردے گی، ۶۰۰۰۰/ساٹھ ہزار معاف کردے گی، اور آپ کو قسطوں میں دو، دو ہزار، تین، تین ہزار ادا کرنا ہے، بعضے مرتبہ حکومت کو یہ بتلا دیا جائے کہ کاروبار ناکام ہوگیا، تو وہ رقم بھی معاف کردی جاتی ہے، ۵۰۰۰۰/پچاس، ۶۰۰۰۰/ساٹھ ہزار کی رقم بھی معاف کردی جاتی ہے، ۸۰۰۰۰/اسی ہزار کی رقم بھی معاف کردی جاتی ہے۔

دوسری بات اس لون کے ذریعہ سے حکومت سود کمانا نہیں چاہتی ہے، بلکہ بہت سنجیدگی

کے ساتھ ،تھوڑا بہت ،اقلیتی اقوام اور اقلیتی مذاہب ،مسلمان ،سکھ وعیسائی وغیرہ کی مدد کرنی چاہتی ہے ،دوسرے ملکوں میں مالداروں کا مال لیکر ،ٹیکس کے نام پر غریبوں کی مدد کی جاتی ہے ،اگر چہ ہمارے ملک میں غریبوں کا مال لیکر ،لوٹ کر جانے والے مالداروں کے ذریعہ سے ہونے والے نقصان کی ریکوری کی جاتی ہے ،چونکہ دنیا میں انٹرسٹ کی اصطلاح چلتی ہے ،اس لئے محض بینک کا اس رقم کے اوپر انٹرسٹ کا لفظ استعمال کرنے کی وجہ سے وہ انٹرسٹ نہیں ہوتا ہے ،شرعی اعتبار سے اگر وہ انٹرسٹ کی ڈیفنیشن میں آتا ہے تو اس کا انٹرسٹ قرار دیا جائے گا۔

انٹرسٹ تو یہ ہے کہ میں آپ کو ۱۰۰ /سو روپئے بطور قرض کے دوں ،اوآپ سے طے شدہ معاہدہ کے مطابق ،اگریمنٹ کے مطابق ۱۰۵ /ایک سو پانچ ،۱۱۰ /ایک سو دس روپئے میں لوں ،لیکن یہاں پر حکومت ۱۰۰۰۰۰ /ایک لاکھ روپئے دیتی ہے ،اور کسی بھی صورت میں ایک لاکھ روپئے کی رقم واپس نہیں لی جاتی ہے ،بلکہ ۲۰۰۰۰ / ،۳۰۰۰۰ / ،۴۰۰۰۰ /اتنی یہ رقم واپس لی جاتی ہے۔

بلکہ مفتی نظام الدین صاحبؒ اور دیگر بعض علماء نے یہاں تک لکھا ہے اگر سرکاری سطح پر ۱۰۰۰۰۰ /ایک لاکھ روپئے کی رقم بطور امداد کے دی جاتی ہو ،بطور قرض کے دی جاتی ہو ،اور اس پر انٹرسٹ ہزار یا پندرہ سو روپئے ،اتنی معمولی رقم کہ جس کو ہم بینک کی کاروائی کا عوض قرار دے سکتے ہیں تو اس رقم تک کو جائز ہونے کی گنجائش ہے ،زائد رقم اگر تھوڑی ہی ہو چاہے ۱۰۰۰۰۰ / ایک لاکھ کے بدلہ میں ۱۰۱۰۰۰ /ایک لاکھ ایک ہزار روپئے دینا پڑے ،لیکن چونکہ ہماری اسکیمات واضح طور پر ایک لاکھ روپئے قرض دیکر نتیجہ کے اعتبار سے ،معاملہ کی انتہاء کے اعتبار سے ایک لاکھ سے بہت کم لیتی ہے ،سبسڈی کے نام پر رقم معاف کردی جاتی ہے ،اس لئے ایسی اسکیمات سے فائدہ اٹھانا چاہئے ،ایک تو مظلوم اقلیتی طبقات پر رحم آتا ہی کب ہے؟ اور جب رحم آیا ہے اور کچھ بجٹ پاس ہوا ہے ،ہمارے ملک ہندوستان میں ایک بڑی رقم حکومت کے خزانہ میں واپس چلی جاتی ہے اقلیتی طبقات کے استفادہ نہ کرنے کہ وجہ سے۔

ہمارے علم میں یہ بات ہے کہ بینک والے آسانی سے اپرول (Approval)

نہیں دیتے، اورلون کے حاصل کرنے کا طریقہ بعض مرتبہ اتنا پیچیدہ یا اتنا مشکل بنا دیا جاتا ہے کہ جس کی وجہ سے ایک عام آدمی کے دسترس میں نہیں ہوتا کہ وہ اس قرضہ کو حاصل کرلے، یا بعض مرتبہ درمیان میں بینک والا یا بروکرس اپنے کمیشن کی مقدار بھی طے کرتے ہیں کہ ہم آپ کو ۱۰۰۰۰۰/ایک لاکھ روپئے دلائیں گے لیکن آپ ہم کو ۵۰۰۰/ پانچ ہزار روپئے دیجئے، دس ہزار ہمیں دیجئے تو پھر بھی اس لون کے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اپنے واجبی حق کے لئے رشوت دینا جائز ہے، رشوت لینا تو جائز نہیں ہے، لون اپنے واجبی حق کے لئے رشوت دینا جائز ہے، تو ایسے بروکروں کو کچھ رقم دیکر اپنا سبسڈی والا یہ لون وصول کر سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ بچیوں کی شادی کی اسکیم اور دوسری اسکیمات ہیں جس کی نوعیت امدادی اسکیمات کی نوعیت سے مختلف ہوتی ہے، تو دوسرے قرضہ جات اور دسرے لون کے بارے میں علماء کو پوری صورتِ حال بتا کر جائز، ناجائز ہونے کا مسئلہ معلوم کرلینا چاہئے، ہم نے ایک خاص صورت کے جائز ہونے کی آپ کو اطلاع دی ہے، اللہ تعالی صحیح عمل کرنے کی، صحیح علم حاصل کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔(۱)

تمرینی سوالات

(۱) سرکاری اسکیمات کا طریقہ کار کیا ہوتا ہے؟

(۲) کیا ان اسکیمات سے استفادہ کرنا جائز ہے؟

---

(۱) مزید تفصیل کے لیے ادارہ کی کتاب ''سود احکام ومسائل'' کا مطالعہ کیجئے۔